



ارشاد باری تعالیٰ

كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتُوا الصِّيَامَ إِلَى الْبَيْتِ
(البقرہ: 188)

ترجمہ۔ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر (کے ظہور) کی وجہ سے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے تمہارے لئے ممتاز ہو جائے۔ پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔



فرمان خلیفہ وقت

سحری کھا کر روزہ رکھنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب برکت السحور... الخ حدیث 1923)
حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس کی پابندی فرمایا کرتے تھے۔ خود بھی اور جو اپنے جماعت کے احباب افراد تھے ان کو بھی کہا کرتے تھے کہ سحری ضروری ہے۔ اسی طرح جو مہمان قادیان میں آیا کرتے تھے ان کے لئے بھی سحری کا باقاعدہ انتظام ہوا کرتا تھا بلکہ بڑا اہتمام ہوا کرتا تھا۔

اس بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر کرتے ہیں کہ مثنیٰ ظفر احمد صاحب کپور تھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں قادیان میں مسجد مبارک سے ملحق کمرے میں ٹھہرا کرتا تھا۔ میں ایک دفعہ سحری کھا رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے آئے۔ آپ نے سحری کھاتے دیکھ کر فرمایا کہ آپ دال سے روٹی کھاتے ہیں؟ (سحری کے وقت دال روٹی کھا رہے تھے) اور اسی وقت منتظم کو بلوایا اور فرمانے لگے کہ سحری کے وقت دوستوں کو ایسا کھانا دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہاں ہمارے جس قدر احباب ہیں وہ سفر میں نہیں (ہیں)۔ یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ روزے رکھ رہے ہیں۔) ہر ایک سے معلوم کرو کہ ان کو کیا کیا کھانے کی عادت ہے اور وہ سحری کو کیا کیا چیز پسند کرتے ہیں۔ ویسا ہی کھانا ان کے لئے تیار کیا جائے۔ پھر منتظم میرے لئے اور کھانا لایا مگر میں کھا چکا تھا اور اذان بھی ہو گئی تھی۔ حضور نے فرمایا کھا لو۔ اذان جلدی دی گئی ہے۔ اس کا خیال نہ کرو۔

(سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 127 روایت نمبر 1163) بقیہ صفحہ 9 پر

اس شمارہ میں

● ماہ صیام آیا (منظوم)

● رمضان بطور نیویگیٹر (Navigator)

● دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے

● رمضان، نوجوانوں کی تربیت کا موقع

● کیا بچے روزہ رکھ سکتے ہیں؟

● ریجنل جلسہ جات و افتتاح مساجد

● جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ہنڈورس

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (ال عمران: 74)

روزنامہ

لندن

الفضل

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 09 اپریل 2022ء | 07 رمضان 1443 ہجری قمری | 09 شہادت 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شماره: 86



فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: تم صوم وصال نہ رکھو، اگر تم میں سے کوئی صوم وصال رکھنا چاہے تو سحری کے وقت تک رکھے۔ لوگوں نے کہا: آپ تو رکھتے ہیں؟ فرمایا: میں تمہاری طرح نہیں ہوں، کیونکہ میرا ایک کھلانے پلانے والا (یعنی خدا تعالیٰ) کھلاتا پلاتا رہتا ہے۔

(سنن ابو داؤد کتاب الصوم، باب فی الوصال حدیث: 2361)

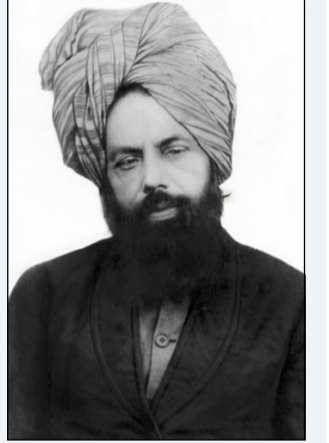


حضرت سلطان القلم کے رشحات قلم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے، اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔“
(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

سوال پیش ہوا کہ ایک پیش امام ماہ رمضان میں مغرب کے وقت لمبی سورتیں شروع کر دیتا ہے۔ مقتدی تنگ آتے ہیں کیونکہ روزہ کھول کر کھانا کھانے کا وقت ہوتا ہے۔ دن بھر کی بھوک سے ضعف لاحق ہوتا ہے۔ بعض ضعیف ہوتے ہیں۔ اس طرح پیش امام



اور مقتدیوں میں اختلاف ہو گیا ہے۔

حضرت نے فرمایا: ”پیش امام کی اس معاملہ میں غلطی ہے۔ اس کو چاہئے کہ مقتدیوں کی حالت کا لحاظ رکھے اور نماز کو ایسی صورت میں بہت لمبانا نہ کرے“

(بدر 31 اکتوبر 1907ء صفحہ 7، بحوالہ فقہ السیاح صفحہ 78)

ایک مخلص اور معزز خادم نے عرض کی کہ حضور میرے والد صاحب نے ایک مسجد بنائی تھی۔ وہاں جو امام ہے اس کو کچھ معاوضہ وہ دیتے تھے، اس غرض سے کہ مسجد آباد رہے۔ وہ اس سلسلہ میں داخل نہیں، میں نے اس کا معاوضہ بدستور رکھا ہے، اب کیا کیا جائے؟
حضور علیہ السلام نے فرمایا:

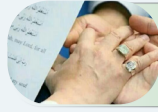
خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی، جو روپیہ کے لئے نماز پڑھتا ہے اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ نماز تو خدا کے لئے ہے۔ اگر وہ چلا جائے گا تو خدا تعالیٰ ایسے آدمی بھیج دے گا جو محض خدا کے لئے نماز پڑھیں اور مسجد کو آباد کریں۔ ایسا امام جو محض لالچ کی وجہ سے نماز پڑھتا ہے، میرے نزدیک خواہ وہ کوئی ہو، احمدی ہو یا غیر احمدی، اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ امام اتقنی ہونا چاہئے۔ بعض لوگ رمضان میں ایک حافظ مقرر کر لیتے ہیں اور اس کی تنخواہ بھی ٹھہرا لیتے ہیں، یہ درست نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی محض نیک نیتی اور خدا ترسی سے اس کی خدمت کر دے تو یہ جائز ہے۔

(الحکم 10 نومبر 1905ء صفحہ 6، بحوالہ صفحہ 80-81)

ماہِ صیام آیا

آئیے آئیے!! آپ خوش آمدید
 آپ آئے ہیں تو آگئی گویا عید
 آپ کا ہے بڑا خوب صورت سا نام
 ہاں! مجھے یاد آیا ہے ماہِ صیام
 آپ کی منفرد اک الگ شان ہے
 اور یہی آپ کی خاص پہچان ہے
 سال میں اک مہینہ ہی آپ آتے ہیں
 برکتیں ان گنت ساتھ میں لاتے ہیں
 پہلے عشرہ میں ہیں رحمتوں کے گلاب
 روزے جو بھی رکھے ان سے ہو فیضیاب
 دوسرا دے ہمیں مغفرت کی ردا
 اوڑھ لے جو بھی صائم بنے با صفا
 بخش دے ہر خطا اس کی ربّ الوریٰ
 دل کی ہر اک بصیرت سے ہو آشنا
 آخری عشرہ میں ہے وہ راہِ نجات
 جو بھی پائے سنور جائے اس کی حیات
 آؤ عابد! یہ برکات حاصل کریں
 ربّ رحماں کی شفقات حاصل کریں
 مبارک احمد عابد۔ امریکہ

در بارِ خلافت



دعا کو کمال تک پہنچادیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اور پھر فرمایا کہ یہ دعا کرو کہ **وَاعْفُ عَنَّا** مجھ سے عفو کرو اور بدنتائج سے مجھے بچالے **وَاعْفِرْ لَنَا** جو غلط کام میرے سے ہو گئے ہیں ان کے نتائج اور اثرات سے مجھے بچالے۔ میرے غلط کاموں پر پردہ ڈال دے اور یوں ہو جائے جیسے میں نے غلط کام کیا ہی نہیں۔ عفو کے معنی رحم کے بھی ہوتے ہیں اور جو چیز کسی انسان سے رہ جائے، اُس کا ازالہ اسی صورت میں ہوتا ہے کہ وہ مہیا کر دی جائے۔ پس **وَاعْفُ عَنَّا** میں یہ فرمایا کہ میرے عمل میں سے جو چیز رہ گئی ہے، یا میرے کام میں جو چیز رہ گئی ہے، تو اُسے اپنے رحم اور فضل سے مہیا فرمادے۔ **وَازْحَمْنَا** یعنی جو بھی میرے سے غلطیاں ہوئی ہیں اور میری ترقی کے راستے میں روک ہیں یا میری وجہ سے جماعتی ترقی پر اثر انداز ہو سکتی ہیں ان غلطیوں کے متعلق مجھ پر رحم کرو اور ترقیات کے راستے میں تمام روکوں کو دور فرمادے۔

اَنْتَ مَوْلَانَا کہ تو ہمارا مولیٰ ہے۔ ہمارا آقا ہے۔ لوگوں نے ہماری کمزوریاں تیری طرف منسوب کرنی ہیں۔ آج دنیا میں ایک ہی جماعت ہے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم جماعت ہیں۔ کوئی فرد جماعت بھی جب کوئی حرکت کرتا ہے تو اُس کا اثر مجموعی طور پر بعض دفعہ جماعت پر ہی پڑ جاتا ہے۔ پس اے خدا! جب لوگوں نے کمزوریاں تیری طرف منسوب کرنی ہیں، لوگوں نے یہ کہنا ہے کہ یہ الہی جماعت کہلاتی ہے، دعویٰ کرتی ہے، اُسے بھی دوسروں کی طرح تکلیفیں پہنچ رہی ہیں اور سزائیں بھی مل رہی ہیں۔ پس اے مولیٰ! تو ہمارا آقا ہے، ہم تیرے خادم ہیں۔ تو ہم پر رحم کر۔ ہماری کمزوریاں تیری طرف منسوب ہوں گی، لوگ سمجھیں گے کہ یہ صرف ان کے دعوے ہیں ورنہ خدا تعالیٰ سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور جو ہدایت اور تبلیغ کا کام ہم کر رہے ہیں اُس میں روکیں پیدا ہوں گی، اُس پر اثر پڑے گا اور لوگ ہدایت سے محروم ہو جائیں گے۔ پس ہم رحم کی بھیک مانگتے ہیں۔ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا اقرار کرتے ہیں۔ تیرے سے عفو اور بخشش کے طلبگار ہیں۔ **فَانصُرْنَا عَلَي النّٰكِرِيْنَ**۔ پس اپنی خاص نظر ہم پر ڈالتے ہوئے ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔ اور جو لوگ ایسے کام کر رہے ہیں جس سے اسلام کی ترقی میں روک واقع ہو رہی ہے اُن پر تو ہمیں غالب کر۔ اور تیرے نام اور تیری تبلیغ کو ہم دنیا میں پھیلانے والے ہوں۔ آجکل صرف غیر مسلم ہی نہیں یا وہ لوگ جو خدا کو نہیں مان رہے وہی اسلام کے خلاف باتیں نہیں کر رہے بلکہ مسلمانوں میں سے بھی ایک طبقہ ایسا ہے جو اسلام کی تبلیغ کے راستے میں روک بن رہا ہے۔ بلکہ مسلمانوں میں سے زیادہ ایسے ہیں جو اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ اور غیر مسلم دنیا میں ہماری تبلیغ میں روک بن رہے ہیں۔ اسلام کے نام پر جو بعض شدت پسند گروہ بنے ہوئے ہیں، یہ لوگ شدت پسندی والا اسلام پیش کر رہے ہیں، اُس کا اثر ہماری تبلیغ پر بھی ہوتا ہے، ہو رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے خاص شدت کے ساتھ اس لحاظ سے بھی دعا کی ضرورت ہے۔

پھر دعاؤں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا جو الہامی دعا ہے کہ **رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ**
وَانصُرْنِيْ وَازْحَمْنِيْ

(تذکرہ صفحہ 363 ایڈیشن چہارم)

کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ ہماری مدد فرمائے اور ہم پر رحم فرمائے۔ دنیا و آخرت کے حسنہ سے ہمیں نوازتا رہے۔ یہ دعا بھی آجکل بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ مجھے بھی اس دعا کی طرف خاص توجہ دلائی گئی ہے۔ اس لئے یہ دعا خاص طور پر ہر احمدی کو پڑھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ دین اور دنیا اور آخرت کی حسنہ سے ہمیں نوازے۔ نیکیوں پر قائم فرمائے لغزشوں اور گناہوں کو معاف فرمائے اور آئندہ اُن سے ہمیشہ بچائے۔

پاکستان کے احمدیوں کو بھی خاص طور پر کہتا ہوں کہ اپنے جائزے لیتے ہوئے اس طرف خاص توجہ دیں۔ اپنی نمازوں میں ان دعاؤں کو خاص جگہ دیں۔ اور ہر احمدی دعاؤں کی وہ روح اپنے اندر پیدا کرے جو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے دعا کو کمال تک پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 8 مارچ 2013ء)



اداریہ

رمضان بطور نیویگیٹر (Navigator)

Waze وغیرہ نے لے لی ہے جو یہاں تک ڈرائیور کو محتاط کر دیتی ہے کہ آگے پولیس کیمرہ لگائے کھڑی ہے۔

ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ سفر کرنے سے قبل ہم سوچتے اور مشورہ کرتے ہیں کہ کون سا راستہ چھوٹا ہے گا۔ ٹرک صاف ہوگی۔ حتیٰ کہ بیرون ملک جانے کے لئے جب ہم فضائی کمپنیوں سے رابطہ کرتے ہیں تو سفر کی صعوبتوں سے بچنے کے لئے چھوٹے چھوٹے راستے یا فضائی کمپنی کا چناؤ کرتے ہیں بلکہ اگر راستہ میں ٹھہرنا بھی ہو تو وہ پڑاؤ کو بھی دیکھتے ہیں کہ کہاں مختصر قیام ہو گا۔

روحانی دنیا میں بھی ایک Road Map ہے جس کا مقصد اپنے خالق حقیقی تک پہنچنا ہے۔ جس کے لئے قرآن کریم کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کی دُعا ایک مؤمن کو سکھائی ہے۔ مفسرین نے ”صراطِ مستقیم“ کے جو معانی کئے ہیں ان میں سے ایک معنی چھوٹا اور سیدھا راستہ کے ہے۔ ہمارے ایک بزرگ مکرم سید احمد علی شاہ مرحوم سابق نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکز یہ کہا کرتے تھے کہ ہر مرنے والی ذہنی استعداد مختلف ہوتی ہے اور منزل مقصود تمام کا ایک ہے یعنی خلیفۃ المسیح کے حکم کی اطاعت پر ہر مرنے والی اپنی اپنی استعدادوں کو بروئے کار لاکر اپنے مقرر کردہ گول تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ کوئی براستہ بگھڑنڈہ آتا ہے یعنی لمبے راستہ سے اور کوئی بذریعہ لاہور یعنی چھوٹے راستہ سے۔ اس لئے تمام

آج سے چند سال قبل ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رمضان کو Navigator قرار دیا تھا۔ Navigator دراصل پرانے وقتوں میں بحری اور ہوائی جہازوں کو راستہ دکھانے کے لئے استعمال ہوتا تھا اور وہ Navigators کے ذریعہ اپنی سمت درست رکھتے تھے۔ اس دور میں ترقی کے ساتھ ساتھ جب زمین گلوبل ویلج بننے لگی۔ شہروں کی آبادی بڑھنے لگی اور کسی جگہ کی Location جاننے کے لئے کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تو زمین پر چلنے والی گاڑیوں کے لئے بھی یہ آلہ تیار ہوا اور ترقی یافتہ ممالک میں اب یہ گاڑیوں کا حصہ بن گیا ہے۔ جس میں مقام انتہا (جہاں انسان جانا چاہتا ہے) کا ایڈریس اگر feed کر دیا جائے تو وہ آلہ رہنمائی کرتے ہوئے short way کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ جس سے وقت کی نہ صرف بچت ہوتی ہے بلکہ fuel کی بھی بچت ہوتی ہے۔ اور اگر آپ اس آلہ کے مطابق عمل نہ کریں تو وہ شور مچا کر بتاتا ہے کہ آپ غلطی کر رہے ہیں۔ اگر آپ اس کی نہ مانیں تو پھر وہ آپ کے چننے ہوئے راستہ میں بھی short way کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور اس کی اہم خوبی یہ ہے کہ جن کمپنیوں نے اسے تیار کیا ہوتا ہے وہ اس کو update کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ نئی بننے والی چھوٹی سی گلی کو بھی اس میں شامل کر دیتے ہیں۔ گویا آج کی تیز ترین دنیا میں یہ ایک بہت اچھی ایجاد ہے۔ اب تو Tom Tom کے علاوہ

کو اپنے ذمہ پر وجیکٹ پر عمل کرنے کا وقت دینا چاہئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے مختلف راستے ہیں۔ جیسے نماز ہے، تہجد ہے، نوافل ہیں، صدقہ و خیرات ہے، قرآن کریم کی تلاوت ہے اور بہت کچھ۔ یہ تمام نیکیاں ایک ساتھ اکٹھی ہو کر رمضان میں آجاتی ہیں اور فرشتے آسمان سے اتر کر نجلی سطح پر اور بعض روایات میں زمین پر آجاتے ہیں۔ اور بلند آواز سے پکارتے ہیں کہ ہے کوئی نیکی کا عزم کرنے والا اور دعا کرنے والا؟۔ اس کی دعا قبول کی جائے گی بلکہ وہ ایک مؤمن کی پکار، اس کی آواز اور دعاؤں کو لے کر آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔ جہاں بارگاہ ایزدی میں یہ دُعا قبول ہوتی ہیں۔ اسی بناء پر رمضان کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے Navigator قرار دیا ہے۔ اور کیا ہی پیاری تشبیہ دی ہے کہ ماہ رمضان، ہمیں جہاں نیکیوں کی رہنمائی کرتا ہے وہاں بدیوں سے دور رہنے اور ان کے برے انجام سے ساتھ ساتھ آگاہ بھی کرتا رہتا ہے۔ گو تمام تعلیمات، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آج سے 14 سو سال قبل بیان کر دی ہیں۔ لیکن ان تمام کو ایک ساتھ ذہن میں رکھنا یا ایک ساتھ ذہن نشین رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ جس کی نشاندہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجددین اور علمائے کرام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ آج ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خطبات کے ذریعہ معارف و محاسن قرآن کی تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے صراطِ مستقیم کی تعیین کرتے رہتے ہیں۔ آئیے! ان کو حرز جان بنا کر رمضان میں اپنے قدم آگے بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اپنے سے ملاپ اور میل ملاقات کے سامان آسان کر دے گا۔ ان شاء اللہ

(ابوسعید)

کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے اور روزہ کا معیار بڑھانے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مئی 1986ء)

فرمایا: ”دیکھو رمضان میں کیسے اعلیٰ اعلیٰ مواقع آپ کو نصیب ہوتے ہیں اور کس طرح روزمرہ آپ کی اولاد کی تربیت آپ کے لئے آسان ہو جاتی ہے۔ ایک ماحول بنا ہوا ہے، اٹھ رہے ہیں روزوں کے وقت، افطاری کے وقت اکٹھے ہو رہے ہیں اس وقت عام طور پر لوگ گپیں مار کے اپنا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ سحری کے وقت بھی میں نے دیکھا ہے یہ رجحان ہے کہ ہلکی پھلکی باتیں کر کے توہنی مذاق یا دوسری باتوں میں سحری کے وقت کو ٹال دیتے ہیں اور ضائع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح افطاری کا حال۔ تو میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے سحری اور افطاری کو تربیت کے لئے استعمال کریں اور تربیت کے مضمون کی باتیں کیا کریں“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 جنوری 1997ء)

اللہ کرے کہ ہم اس رمضان میں ان باتوں کو سمجھ کر ان سے حتیٰ المقدور استفادہ کی کوشش کرنے والے ہوں۔ خدا کرے کہ یہ رمضان ہمارے لئے ایسا زندہ ہو جائے کہ ہمیں ہمیشہ کی زندگی دے کر جائے۔ آمین

چار نوافل پڑھ لے۔ چنانچہ مائیں بچوں کو کھانا نہیں دیتی تھیں جب تک پہلے نفل پڑھنے سے فارغ نہ ہو جائیں۔

سب سے پہلے اٹھ کر وضو کرواتی تھیں اور پھر ان کو نوافل پڑھاتی تھیں تا کہ ان کو پتہ لگے کہ روزہ کا اصل مقصد روحانیت حاصل کرنا ہے۔ اس امر کا اہتمام کیا جاتا تھا کہ بچے پہلے تہجد پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کریں پھر کھانے پہ آئیں۔ اور اکثر اوقات الا ماشاء اللہ تہجد کا وقت کھانے کے وقت سے بہت زیادہ ہوتا تھا۔ کھانا تو آخری دس پندرہ منٹ میں بڑی تیزی سے کھا کر فارغ ہو جاتے تھے جب کہ تہجد کے لئے ان کو آدھ پون گھنٹہ مل جاتا تھا۔ اب جن گھروں میں بچوں کو روزہ رکھنے کی ترغیب بھی دی جاتی ہے ان کو اس سلیقے اور اہتمام کے ساتھ روزہ نہیں رکھوایا جاتا بلکہ آخری منٹوں میں جب کہ کھانے کا وقت ہوتا ہے ان کو کہہ دیا جاتا ہے آؤ روزہ رکھ لو اور اسی کو کافی سمجھا جاتا ہے۔

یہ تو درست ہے کہ اسلام توازن کا مذہب ہے، میانہ روی کا مذہب ہے لیکن کم روی کا مذہب تو نہیں۔ اس لئے میانہ روی اختیار کرنی چاہئے۔ جہاں روزہ رکھنا فرض قرار دیا ہے وہاں فرض سمجھنا چاہئے۔ جہاں روزہ فرض قرار نہیں دیا وہاں اس رخصت سے خدا کی خاطر استفادہ کرنا چاہئے۔ یہ نیکی ہے۔ اسکا نام میانہ روی ہے۔ اس لئے جماعت کو اپنے روزمرہ کے معیار کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے اور روزہ کھلوانے

بقیہ: رمضان، نوجوانوں کی تربیت کا موقع..... از صفحہ 5

نگاہ رکھ رہا ہوں جو رمضان میں خاص طور پر ہجوم کر کے آجاتے ہیں اور اس وقت آپ اس ہجوم سے استفادہ کریں اور زیادہ سے زیادہ برکتیں لوٹ لیں۔ یہ مقصد ہے اس نصیحت کا جس کے لئے میں آج آپ کو متوجہ کر رہا ہوں۔ بعض لوگ جانتے ہیں کنگوے اڑائے جاتے ہیں مگر بسنت میں جو کنگووں کے اڑنے کا عالم ہے وہ چیز ہی اور ہو جاتی ہے۔ پس خدا کی یادوں کے لئے یہ مہینہ بسنت بن گیا ہے اور بار بار ذکر الہی کے جوگیت ہیں وہ گھر گھر سے بلند ہوتے ہیں مختلف وقتوں میں اٹھتے ہیں، صبح و شام تلاوت کی آوازیں آتی ہیں اور طرح طرح سے انسان اللہ کی یاد کو زندہ اور تازہ اور دائم کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ جو یاد آئے وہ پھر ہاتھ سے نکل نہ جائے“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 جنوری 1997ء)

”دوسری بات رمضان میں یہ ہے کہ بچوں کو سحری کے وقت اٹھا کر کھانے سے پہلے نوافل پڑھنے کی عادت ڈالی جائے۔ قادیان میں یہی دستور تھا جو بہت ہی ضروری اور مفید تھا۔ جسے اب بہت سے گھروں میں ترک کر دیا گیا ہے۔ قادیان میں یہ بات رائج تھی کہ روزہ شروع ہونے سے پہلے بچوں کو عین اس وقت نہیں اٹھاتے تھے کہ صرف کھانے کا وقت رہ جائے بلکہ لازماً اتنی دیر پہلے اٹھاتے تھے کہ بچہ کم سے کم دو

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسح موعود)

قسط 6



کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کیلئے دو باتیں بطور اصول رکھی ہیں۔ اول یہ کہ دعا کرو۔ یہ سچی بات ہے۔ خَلِقَ الْإِنْسَانَ صَعِيفًا۔ (النساء: 29) انسان کمزور مخلوق ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم کے بدوں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اس کا وجود اور اس کی پرورش اور بقاء کے سامان سب کے سب اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہیں۔ احمق ہے وہ انسان جو اپنی عقل و دانش یا اپنے مال و دولت پر ناز کرتا ہے۔ کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے۔ وہ کہاں سے لایا۔ اور دعاء کے لئے یہ ضروری بات ہے کہ انسان اپنے ضعف اور کمزوری کا پورا خیال اور تصور کرے جوں جوں وہ اپنی کمزوری پر غور کریگا۔ اسی قدر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائے گا۔ اور اس طرح پر دعا کے لئے اس کے اندر ایک جوش پیدا ہوگا۔ جیسے انسان جب مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور دکھ یا تنگی محسوس کرتا ہے۔ تو بڑے زور کے ساتھ پکارتا اور چلاتا ہے اور دوسرے سے مدد مانگتا ہے۔ اسی طرح اگر وہ اپنی کمزوریوں اور لغزشوں پر غور کریگا۔ اور اپنے آپ کو ہر آن اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائیگا۔ تو اس کی روح پورے جوش اور درد سے بیقرار ہو کر آستانہ الوہیت پر گرگی اور چلائے گی اور یارب یارب کہہ کر پکارے گی۔ غور سے قرآن کریم کو دیکھو۔ تو تمہیں معلوم ہوگا کہ پہلی ہی سورت میں اللہ تعالیٰ نے دعا کی تعلیم دی ہے۔ إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١﴾ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۗ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿٢﴾ (الفاتحہ: 6-7)

دعا تب ہی جامع ہو سکتی ہے کہ وہ تمام منافع اور مفاد کو اپنے اندر رکھتی ہو اور تمام نقصانوں اور مضرتوں سے بچاتی ہو۔ پس اس دعا میں تمام بہترین منافع جو ہو سکتے ہیں اور ممکن ہیں وہ اس دعا میں مطلوب ہیں۔ اور بڑی سے بڑی نقصان رساں چیز جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے اس سے بچنے کی دعا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 410-412، آن لائن ایڈیشن 1984)

سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے اپنے اندر کر کے دکھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لا انتہا فضل و برکات ہیں۔ مگر ان کے دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو۔ تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائیدیں کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 352-353، آن لائن ایڈیشن 1984)

خدا کے حضور اس کی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے

ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت اور اس کی خشیت کا غلبہ دل پر ہو۔ اور اس میں ایک رقت اور گدازش پیدا ہو کر خدا کے لئے ایک قطرہ بھی آنکھ سے نکلے۔ تو وہ یقیناً دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ پس انسان اس سے دھوکہ نہ کھائے کہ میں بہت روتا ہوں۔ اس کا فائدہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ آنکھ دکھنے آجائے گی۔ اور یوں امراض چشم میں مبتلا ہو جائیگا۔

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے حضور اس کی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ لیکن یہ گریہ و بکا نصیب نہیں ہوتا جب تک کہ خدا کو خدا اور اس کے رسول کو رسول نہ سمجھے اور اس کی سچی کتاب پر اطلاع نہ ہو نہ صرف اطلاع بلکہ ایمان۔

طیب جیسے ایک مریض کو جلاب دیتا ہے اور اس کو ہلکے ہلکے دست آتے ہیں وہ مرض کو ضائع نہیں کرتے۔ جب تک جگری دست نہ آویں جو اپنے ساتھ تمام موادِ ردیہ اور فاسدہ کو لے کر نکلتے ہیں اور ہر قسم کی عفونتیں اور زہریں جنہوں نے مریض کو اندر ہی اندر مضطرب کر رکھا تھا۔ ان کے ساتھ نکل جاتی ہیں۔ تب اس کو شفا ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جگری گریہ و بکا آستانہ الوہیت پر ہر ایک قسم کی نفسانی گندگیوں اور مفسد مواد کو لے کر نکل جاتا ہے۔ اور اس کو پاک و صاف بنا دیتا ہے۔ اہل اللہ کا ایک آنسو جو توبۃ النصوح کے وقت نکلتا ہے۔ ہو اوہوس کے بندے اور ریاکار اور ظلمتوں کے گرفتار کے ایک دریا بہا دینے سے افضل اور اعلیٰ ہے کیونکہ وہ خدا کے لئے ہے۔ اور یہ خلق کے لئے یا اپنے نفس کے واسطے۔

اس بات کو کبھی اپنے دل سے محو نہ کرو۔ کہ خدا تعالیٰ کے حضور اخلاص اور راستبازی کی قدر ہے۔ تکلف اور بناوٹ اس کے حضور کچھ کام نہیں دے سکتی۔

اب اگر یہ سوال ہو کہ پھر اس درجہ کے حصول کے لئے کیا کیا جائے اور قرآن کریم نے اس درجہ پر پہنچنے کا کیا ذریعہ بتایا ہے؟ تو اس

خدا تعالیٰ سے صلح و موافقت پیدا کرو

اور دعاؤں میں مصروف رہو

”... میرے نزدیک تو استغفار سے بڑھ کر کوئی تعویذ و حرز اور کوئی احتیاط و دوا نہیں۔ میں تو اپنے دوستوں کو کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے صلح و موافقت پیدا کرو اور دعاؤں میں مصروف رہو“ فرمایا ”میں تو بڑی آرزو رکھتا ہوں اور دعائیں کرتا ہوں کہ میرے دوستوں کی عمریں لمبی ہوں تاکہ اس حدیث کی خبر پوری ہو جائے جس میں لکھا ہے کہ مسح موعود کے زمانہ میں چالیس برس موت دنیا سے اٹھ جائے گی“ فرمایا ”اس کا مطلب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ تمام جانداروں سے اس عرصہ میں موت کا پیالہ ٹل جائے گا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں جو نافع الناس اور کام کے آدمی ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں برکت بخشے گا۔“ (از خط مولوی عبدالکریم صاحب کیم جولائی 1899ء مندرجہ الحکم جلد 3 نمبر 23 صفحہ 5) (ملفوظات جلد اول صفحہ 305)

نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہی ہے

نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہی ہے۔ اور دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت کے عین مطابق ہے۔ مثلاً ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بیقرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے۔ جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے۔ اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے۔ تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے۔ اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہئے۔

بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا۔ بالکل غلط اور باطل ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ان میں حقیقی ایمان ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر اپنا فضل کیا ہے۔ یہ کسی نے بالکل سچ کہا ہے عاشق کہ شد کہ یارب بجالش نظر نہ کرد اے خواجہ درد نیست و گر نہ طیب ہست خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے حضور پاک دل لے کر آ جاؤ۔ صرف اتنی شرط ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ۔ اور وہ



رمضان، نوجوانوں کی تربیت کا موقع

پیدا کرنا ہے اور رمضان مبارک میں ایک بہت اچھا موقع ہے کیونکہ فضا سازگار ہو جاتی ہے۔

رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس میں ایسے چہرے بھی دکھائی دیتے ہیں مسجدوں میں، جو پہلے کبھی دکھائی نہیں دے اور ان کو دیکھ کر دل میں کسی قسم کی تحقیر کے جذبے نہیں پیدا ہوتے۔ کیونکہ اگر انسان ان چہروں کو دیکھے اور تحقیر کی نظر سے کہ اب آ گیا ہے رمضان میں، پہلے کہاں تھا تو میرا یہ ایمان ہے کہ ایسی نظر سے دیکھنے والے کی اپنی عبادتیں بھی سب باطل ہو جائیں گی اور ضائع ہو جائیں گی۔ کیونکہ اللہ کے دربار میں اگر کوئی حاضر ہوتا ہے، ایک دفعہ بھی حاضر ہوتا ہے اگر آپ کو اللہ سے محبت ہے تو پیار کی نظر ڈالنی چاہئے اس پر اور کوشش کرنی چاہئے کہ اس کو اور قریب کریں اور اس کو بتائیں کہ الحمد للہ تمہیں دیکھ کر بہت ہی خوشی ہوتی ہے۔ تم اٹھے، تکلیف کی ہے، پہلے عادت نہیں تھی۔ اب آگئے ہو ”بسم اللہ جی آیاں نوں“ کہو اس کو اور اس کو پیار کے ساتھ سینے سے لگائیں تاکہ آپ کے ذریعے سے اور آپ کے اخلاص کے اظہار کے ذریعے سے وہ ہمیشہ کے لئے خدا کا ہو جائے۔

یہ وہ طریق ہے جس سے آپ اپنے گھر میں اپنے بچوں کی بہت عمدہ تربیت کر سکتے ہیں۔ جب وہ صبح اٹھتے ہیں تو ان کو پیار اور محبت کی نظر سے دیکھیں، ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ ان کو بتائیں کہ تم جو اٹھے ہو تو خدا کی خاطر اٹھے ہو اور ان سے یہ گفتگو کیا کریں کہ بتاؤ آج نماز میں تم نے کیا کیا۔ کیا اللہ سے باتیں کیں، کیا دعائیں کیں اور اس طریق پر ان کے دل میں بچپن ہی سے خدا تعالیٰ کی محبت کے بیج مضبوطی سے گاڑے جائیں گے یعنی جڑیں ان کی مضبوط ہوں گی۔ ان میں وہ تمام صلاحیتیں جو خدا کی محبت کے بیج میں ہو آرتی ہیں وہ نشوونما پا کر کوئٹھ نکالیں گی۔

پس رمضان اس پہلو سے کاشتکاری کا مہینہ ہے۔ آپ نے بچوں کے دلوں میں خدا کی محبت کے بیج بونے ہیں۔ اس طریق پر ان کی آبیاری کرنی ہے یعنی روزمرہ ان کو نیک باتیں بتاتا کر کہ ان بچوں سے بڑی سرسبز خوشنما کوئٹھ نکالیں اور رفتہ رفتہ وہ بچے ایک شجرہ طیبہ کی صورت اختیار کر جائیں جس کی جڑیں تو زمین میں پیوستہ ہوتی ہیں مگر شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔

تو رمضان مبارک کو روزوں کے لحاظ سے جیسے گزارنا ہے وہ تو عام طور پر سب جانتے ہی ہیں مگر میں ان فائدوں پر **بقیہ صفحہ 3 پر**

روزہ رکھنے کی اجازت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی تھی۔ اس عمر میں تو صرف شوق ہوتا ہے۔ اس شوق کی وجہ سے بچے زیادہ روزے رکھنا چاہتے ہیں مگر یہ ماں باپ کا کام ہے کہ انہیں روکیں۔ پھر ایک عمر ایسی ہوتی ہے کہ اس میں چاہئے کہ بچوں کو جرأت دلائیں کہ وہ کچھ روزے رکھیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھتے رہیں کہ وہ زیادہ نہ رکھیں۔ اور دیکھنے والوں کو بھی اس پر اعتراض نہ کرنا چاہئے کہ یہ سارے روزے کیوں نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر بچہ اس عمر میں سارے روزے رکھے گا تو آئندہ نہیں رکھ سکے گا۔

اسی طرح بعض بچے خلقی لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے بعض لوگ اپنے بچوں کو میرے پاس ملاقات کے لئے لاتے ہیں تو بتاتے ہیں کہ اس کی عمر پندرہ سال ہے حالانکہ وہ دیکھنے میں سات آٹھ سال کے معلوم ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے بچے روزوں کے لئے شاید اکیس سال کی عمر میں بالغ ہوں۔ اس کے مقابلہ میں ایک مضبوط بچہ غالباً پندرہ سال کی عمر میں ہی اٹھارہ سال کے برابر ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ میرے ان الفاظ ہی کو پکڑ کر بیٹھ جائے کہ روزہ کی بلوغت کی عمر اٹھارہ سال ہے تو نہ وہ مجھ پر ظلم کرے گا اور نہ خدا تعالیٰ پر بلکہ اپنی جان پر آپ ظلم کرے گا۔ اسی طرح اگر کوئی چھوٹی عمر کا بچہ پورے روزے نہ رکھے اور لوگ اس پر ظن کریں تو وہ اپنی جان پر ظلم کریں گے“

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؑ سورۃ البقرہ زیر آیت 185)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ فرماتے ہیں:

”اپنی اگلی نسلوں کی تربیت کی کوشش کریں۔ ان کو بار بار یہ باتیں کہ عبادت کے بغیر تمہاری زندگی بالکل بے معنی اور بے حقیقت بلکہ باطل ہے۔ ایک ایسی چیز ہے جو خدا تعالیٰ کے ہاں کسی شمار میں نہیں آئے گی۔ اس لئے جانوروں کی طرح یہیں مرکز مٹی ہو جاؤ گے۔ مگر فرق صرف یہ ہے کہ جانور تو مر کر نجات پا جاتے ہیں تم مرنے کے بعد جزا سزا کے میدان میں حاضر کئے جاؤ گے۔ پس یہ شعور ہے جسے ہمیں اگلی نسلوں میں

رمضان کے ذکر میں قرآن کریم نے ”ایما معدودات“ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ یہ الفاظ ہر دو کیلئے ہیں جو اس تعلق میں نئے ہیں اور روزہ کا خوف کھاتے ہیں۔ جن کو نیکیوں کی عادت نہیں، خدا کی راہ میں قربانیاں دینے کی مشق نہیں ہے ان کیلئے یہ بات کیسے پیارے انداز سے ایک سہارا ہے کہ چند دن کی بات ہے کچھ کر لو، اس سے تمہیں فائدہ پہنچے گا اور چند دن کی قربانی تمہارے لئے دائمی برکتیں لے کر آئے گی۔ دوسرا پہلو نیکیوں کے عادی اور خدا کی راہ میں قربانیاں کرتے رہنے والوں کے تعلق میں کہ افسوس کہ یہ چند دن کی باتیں ہیں بہت پُر بہار موسم آنے والا ہے مگر وہ لوگ جن کو محبت ہو، جن کو رمضان سے گزرنے کے بعد ایسے روحانی تجربات ہوئے ہوں، ایسے لطف انہوں نے اٹھائے ہوں تو وہ جب رمضان گزرنے لگتا ہے پھر حسرت سے دیکھتے ہوئے یہ کہتے ہیں چند دن کی باتیں تھیں جو گزر گئیں۔

حضرت مصلح موعودؑ فرماتے ہیں:

”یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ شریعت نے چھوٹی عمر کے بچوں کو روزہ رکھنے سے منع کیا ہے لیکن بلوغت کے قریب انہیں کچھ روزے رکھنے کی مشق ضرور کرنی چاہئے۔ مجھے جہاں تک یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے پہلا روزہ رکھنے کی اجازت بارہ تیرہ سال کی عمر میں دی تھی۔ لیکن بعض بیوقوف چھ سات سال کے بچوں سے روزہ رکھواتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس کا ثواب ہوگا۔ یہ ثواب کا کام نہیں بلکہ ظلم ہے کیونکہ یہ عمر نشوونما کی ہوتی ہے۔ ہاں ایک عمر وہ ہوتی ہے کہ بلوغت کے دن قریب ہوتے ہیں اور روزہ فرض ہونے والا ہی ہوتا ہے اُس وقت ان کو روزہ کی مشق ضرور کروانی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت اور سنت کو اگر دیکھا جائے تو بارہ تیرہ سال کے قریب کچھ کچھ مشق کرنی چاہئے۔ اور ہر سال چند روزے رکھوانے چاہئیں یہاں تک کہ اٹھارہ سال کی عمر ہو جائے جو میرے نزدیک روزہ کی بلوغت کی عمر ہے۔ مجھے پہلے سال صرف ایک

آج کی دعا

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

(تزیق القلوب، روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 208)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے، بڑی عظمت والا ہے۔ اے اللہ! محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر بڑی رحمتیں اور برکات نازل فرما۔

یہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصائب سے نجات پانے کی الہامی دعا ہے۔

پیارے قابل صد احترام آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب ایک دفعہ آپ شدید بیمار ہوئے (دعویٰ سے پہلے کا ذکر ہے)۔ تو جو دعا سکھائی گئی اور الہاماً بتائی گئی اس میں درود شامل تھا اور شفاء کے لئے کہا گیا کہ اس کو کرو اور وہ یہ

تھا کہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

(تزیق القلوب، روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 208)

(خطبہ جمعہ 9 جنوری 2009ء)

مرسلہ: مریم رحمن

کیا بچے روزہ رکھ سکتے ہیں؟



الحامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے متبرک اور پُر حکمت الفاظ میں بحوالہ ماہِ رمضان المبارک، روزوں کے متعلق بعض چھوٹے چھوٹے سوال اور اُن کے حل کی بابت پیش خدمت ہے۔

”اسلام کے بنیادی جو رکن ہیں اُن کے مسائل کا علم ہونا ضروری ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور حکم اور عدل بنا کر بھیجا ہے جنہوں نے اسلام کی تعلیم پر بنیاد رکھتے ہوئے ہر معاملے کا فیصلہ کرنا تھا اور کیا اور ہر مسئلے کا حل بتانا تھا اور بتایا۔ پس اس لحاظ سے اس زمانے میں ہمیں اپنے مسائل کا حل اور علم میں اضافے کے لیے آپ علیہ السلام کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے۔۔۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں شرعی احکامات کے بارے میں آپ علیہ السلام کا حکم یا نظریہ ہی ہمارے لیے اُس مسئلے کا فقہی حل اور فیصلہ ہے“

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 3 جون 2016ء)

شریعت نے چھوٹی عمر کے بچوں کو

روزہ رکھنے سے منع کیا ہے

چھوٹے بچوں کے روزہ رکھنے کی شرعی ممانعت نیز بلوغت کے قریب بچوں کو اس کی مشق کروانے کے نفس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مصلح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

”یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ شریعت نے چھوٹی عمر کے بچوں کو روزہ رکھنے سے منع کیا ہے لیکن بلوغت کے قریب انہیں کچھ روزے رکھنے کی مشق ضرور کرنی چاہئے۔ مجھے جہاں تک یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے پہلا روزہ رکھنے کی اجازت بارہ یا تیرہ سال کی عمر میں دی تھی۔ لیکن بعض بیوقوف چھ، سات سال کے بچوں سے روزہ رکھواتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں اُس کا ثواب ہوگا۔ یہ ثواب کا کام نہیں بلکہ ظلم ہے کیونکہ یہ عمر نشوونما کی ہوتی ہے۔ ہاں ایک عمر وہ ہوتی ہے کہ بلوغت کے دن قریب ہوتے ہیں اور روزہ فرض ہونے والا ہی ہوتا ہے اُس وقت اُن کو روزہ کی مشق ضرور کروانی چاہئے۔“

بارہ تیرہ سال کے قریب

کچھ کچھ مشق کرنی چاہئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت اور سنت کو اگر دیکھا جائے تو بارہ، تیرہ سال کے قریب کچھ کچھ مشق کرنی چاہئے۔ اور ہر سال چند روزے رکھوانے چاہئیں یہاں تک کہ اٹھارہ سال کی عمر ہو جائے جو میرے نزدیک روزہ کی بلوغت کی عمر ہے۔ مجھے پہلے سال صرف ایک روزہ رکھنے کی اجازت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی تھی۔ اس عمر میں تو صرف شوق ہوتا ہے۔ اس شوق کی وجہ سے بچے زیادہ روزے رکھنا چاہتے ہیں مگر یہ ماں باپ کا کام ہے کہ انہیں روکیں۔ پھر ایک عمر ایسی ہوتی ہے کہ اس میں چاہئے کہ بچوں کو جرأت دلائیں کہ وہ کچھ روزے ضرور رکھیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھتے رہیں کہ وہ زیادہ نہ رکھیں۔ اور دیکھنے والوں کو بھی اس پر اعتراض نہ کرنا چاہئے کہ یہ سارے روزے کیوں نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر بچہ اس عمر میں سارے روزے رکھے گا

اپنے بچوں کو رکھواتے اور اُن کے لیے اُن کا ایک کھلونا بنا دیتے۔ جب اُن میں سے کوئی کھانے کے لیے روتا تو ہم وہ اُسے دے دیتے یہاں تک کہ اُس کے لیے افطار کا وقت ہو جاتا۔

مذہب جمہور، بچے جب تک جو ان نہ ہو جائیں اُن پر روزہ واجب نہیں باب صَوْمُ الصَّبِيَّانِ کی تشریح میں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں۔

صَوْمُ الصَّبِيَّانِ : عنوانِ باب کے تحت جو روایت نقل کی گئی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو جو روزہ رکھوایا گیا وہ احکامِ رمضان نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اہل مدینہ عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے جیسا کہ یہود رکھتے تھے۔۔۔ لیکن آیا رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد بھی بچوں کو روزہ رکھوایا گیا یا نہیں؟ اس بارہ میں چونکہ کوئی مستند روایت نہیں۔ اس لیے عنوانِ باب میں حضرت عمرؓ کے قول کا حوالہ دیا گیا ہے جو سعید بن منصورؒ نے موصولاً نقل کیا ہے۔ اس روایت سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ بعد کو بھی بچوں کو روزہ رکھوایا کرتے تھے تاکہ بچپن ہی سے نیکی کی عادت اُن میں پیدا ہو۔ ورنہ کم سن بچے احکامِ شریعت کے مکلف نہیں۔ اس بارہ میں جمہور کا یہی مذہب ہے کہ بچے جب تک جو ان نہ ہو جائیں اُن پر روزہ واجب نہیں۔ امام شافعیؒ نے دس، بارہ سال کی عمر تجویز کی ہے جس میں بچوں پر روزہ واجب ہوتا ہے لیکن وجوب یا عدم وجوب کا تعلق اُن کی حالتِ صحت سے ہے۔

(فتح الباری جزء 4 صفحہ 255 تا 256)

قرطبیؒ کے نزدیک یہ روایت غریب ہے۔ مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انصاری عورتیں کم سن بچوں کو روزہ رکھواتیں اور اُن کے روزے پر انہیں گزریوں سے بہلایا کرتی تھیں مگر اُن کا یہ عمل حجت نہیں۔ اس لیے امام بخاریؒ نے عنوانِ باب صَوْمُ الصَّبِيَّانِ بغیر کسی خبر کے مطلق رکھا ہے۔ ابن خزیمہؒ وغیرہ نے رُزِيْنَةَ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں، روایت نقل کی ہے کہ عاشورہ میں آنحضرتؐ دودھ پیتے معصوم بچوں کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالتے اور اُن کی ماؤں سے فرماتے کہ رات تک انہیں دودھ نہ پلایا جائے۔ قرطبیؒ کے نزدیک یہ روایت غریب ہے۔ اس باب میں اس قسم کی کمزور روایتوں کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ ان روایتوں سے کم از کم یہ معلوم ہوتا ہے کہ عربوں میں عاشورہ کی پابندی اور اس دن روزہ کی عظمت پائی جاتی تھی حتیٰ کہ دودھ پیتے بچوں کو بھی وہ اس میں شریک رکھتے تھے۔“

(صحیح البخاری جلد سوم، صفحہ 236-237)

مسئلہ کا فقہی حل اور فیصلہ

کسی بھی سوال یا مسئلہ کے حل کے لیے ہمیں کہاں سے مدد لینی چاہئے؟ اس بارہ میں اصولی رہنمائی ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح

ماہِ رمضان کی آمد کے ساتھ ساتھ ہی جہاں تو ایک طرف انسانی طبیعت کا فوری طور پر اس کی برکتوں، رحمتوں اور سعادتوں کی جانب مبذول ہونا ایک طبعی اور فطری عمل ہے وہیں دوسری طرف مسائلِ رمضان کی بابت بھی متفرق سوالات ذہن میں ابھرنا معمولِ عام ہے۔ اسی ضمن میں ایک سوال جو اکثر بطور والدین یا دیگر حیثیتوں میں ہمارے سامنے، بچوں کی جانب سے اٹھایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم روزہ کس عمر سے رکھ سکتے ہیں۔ بحر کیف نیکی کی طرف توجہ و تحریک پیدا ہونا انتہائی قابلِ تحسین اور حوصلہ افزاء امر ہے اور ہو بھی کیوں نہ، یہ مبارک مہینہ تو ہے ہی روحانیت کا موسم بہار تو پھر کیسے ممکن ہے کہ ہمارے بچے اس پاک ماحول اور اس کے نیک اثرات سے باہر رہیں جہاں تہجد، سحری و افطاری، پنجوقتہ باجماعت نمازوں، نوافل اور صدقات خیرات نیز تلاوتِ کلامِ پاک، دُرُوسِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ اور ملفوظات کا باقاعدگی اور زور و شور سے بالخصوص عام دنوں کے بالمقابل بڑھ چڑھ کر اہتمام کیا جا رہا ہو۔

بائیں ہمہ آج کل مادیت کا دور دورہ ہے اور میڈیا کی ہر طرف یلغار ہے، اسی کے زیر اثر عمومی طور پر کہیں سحری ٹرانسمیشن تو کہیں افطار نشریات کا کسی نہ کسی رنگ میں نظروں کے سامنے سے گزر ہوتا رہتا ہے۔ بچے اپنی معصومیت اور حساسیت کی بناء پر وہاں دکھائے جانے والے مناظر سے متاثر ہونے بغیر نہیں رہ پاتے، انہی میں نابالغ کم سن بچوں کے روزہ رکھنے پر روزہ کشائی کی شکل میں دکھائے جانے والے پروگرام بھی شامل ہیں جو غیر احمدی میڈیا کے ان دنوں زینتِ عام ہوتے ہیں۔

بچوں کے روزہ رکھنے کی نسبت صحیح البخاری میں تذکرہ

بچوں کے روزہ رکھنے کی نسبت یعنی اس کی تائید میں عمومی طور پر صحیح البخاری کی جلد سوم، کتاب الصوم، باب صَوْمُ الصَّبِيَّانِ (بچوں کا روزہ) کے تحت عنوانِ باب میں حضرت عمر فاروقؓ کے قول اور نقل کی گئی جس روایت کو موضوعِ بحث بنایا جاتا ہے، قارئین کی دلچسپی کی غرض سے پہلے ان کو بالترتیب درج کیا جاتا ہے۔ پھر ان روایات کے متعلق حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؒ کی تحریر فرمودہ تشریح کو تاکہ باعتبارِ سیاق و سباق اس تناظر میں بفضلہ تعالیٰ تشریح ممکن ہو سکے۔

کم بخت! ہمارے تو بچے بھی روزہ دار ہیں

”حضرت عمرؓ نے رمضان میں ایک شخص سے جو شراب کے نشہ میں تھا کہا، کم بخت! ہمارے تو بچے بھی روزہ دار ہیں اور اُسے بڑی سزا دی۔ ہم اس کے بعد عاشورہ کا روزہ رکھتے اور اپنے بچوں کو رکھواتے حضرت رُبَيْعَةَ بنتِ مُعَوِّذٍ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کی صبح کو انصار کی بستوں میں کھلا بھیجا جو آج صبح روزہ دار نہیں تو وہ اپنا باقی دن (بغیر کھانے) پورا کرے اور جس نے صبح روزہ رکھا ہو چاہئے کہ وہ روزہ رکھے۔ وہ کہتے تھے ہم اس کے بعد عاشورہ کا روزہ رکھتے اور

تو آئندہ نہیں رکھ سکے گا۔

جہاں شریعت روکتی ہے وہاں رُک جانا چاہئے

اسی طرح بعض بچے خلتی لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے بعض لوگ اپنے بچوں کو میرے پاس ملاقات کے لیے لاتے ہیں تو بتاتے ہیں کہ اس کی عمر پندرہ سال ہے حالانکہ وہ دیکھنے میں سات، آٹھ سال کے معلوم ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے بچے روزہ کے لیے شاید اکیس سال کی عمر میں بالغ ہوں۔ اس کے مقابلہ میں ایک مضبوط بچہ غالباً پندرہ سال کی عمر میں ہی اٹھارہ سال کے برابر ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ میرے ان الفاظ ہی کو پکڑ کر بیٹھ جائے کہ روزہ کی بلوغت کی عمر اٹھارہ سال ہے تو نہ وہ مجھ پر ظلم کرے گا اور نہ خدا تعالیٰ پر بلکہ اپنی جان پر آپ ظلم کرے گا۔ اسی طرح اگر کوئی چھوٹی عمر کا بچہ پورے روزے نہ رکھے اور لوگ اس پر طعن کریں تو وہ اپنی جان پر ظلم کریں گے۔

بہر حال ان باتوں میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے جہاں شریعت روکتی ہے وہاں رُک جانا چاہئے اور جہاں حکم دیتی ہے وہاں عمل کرنا چاہئے مگر مسلمان اس وقت اعتدال کو ترک کر بیٹھے ہیں“

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ جلد دوم صفحہ 385 سورۃ البقرہ زیر آیت 185)

کم عمری میں آپؐ روزہ رکھوانا

پسند نہیں کرتے تھے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی صاحبزادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ بیان فرماتی ہیں۔

”قبل بلوغت کم عمری میں آپؐ روزہ رکھوانا پسند نہیں کرتے تھے۔ بس ایک آدھ رکھ لیا کافی ہے۔ حضرت اماں جان نے میرا پہلا روزہ رکھوایا تو بڑی دعوتِ افطار دی تھی۔ یعنی جو خواتین جماعت تھیں سب کو بلایا تھا۔ اس رمضان کے بعد دوسرے یا تیسرے رمضان میں میں نے روزہ رکھ لیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا کہ آج میرا روزہ پھر ہے۔ آپؐ حجرہ میں تشریف رکھتے تھے، پاس اسٹول پر دو پان لگے رکھے تھے، غالباً حضرت اماں جان بنا کر رکھ گئی ہوں گی۔ آپؐ نے ایک پان اٹھا کر مجھے دیا کہ لو یہ پان کھا لو۔ تم کمزور ہو، ابھی روزہ نہیں رکھنا۔ توڑ ڈالو روزہ۔ میں نے پان تو کھالیا مگر آپؐ سے کہا کہ صالحہ (یعنی ممانی جان مرحومہ چھوٹے ماموں جان کی اہلیہ محترمہ) نے بھی رکھا ہے، اُن کا بھی ٹڑوادیں۔ فرمایا! بلاؤ اُس کو ابھی، میں بلا لائی۔ وہ آئیں تو اُن کو بھی دوسرا پان اٹھا کر دیا اور فرمایا! لو یہ کھا لو، تمہارا روزہ نہیں ہے۔ میری عمر دس سال کی ہوگی غالباً۔“

(تحریرات مبارکہؓ بحوالہ فقہ اربع صفحہ 214 باب روزہ اور رمضان)

بچوں کا روزہ نہیں ہوتا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز روایات صحابہ حضرت مسیح موعودؓ کا ایمان افروز تذکرہ کرتے ہوئے حضرت محمد یحییٰ صاحبؓ ولد مولوی انوار حسین صاحب ساکن شاہ آباد ضلع ہردوئی کی بابت بیان فرماتے ہیں۔

”یہ کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم حضورؐ کے ہمراہ نہر تک گئے۔ رمضان کا

مہینہ تھا پیاس لگی ہوئی تھی، حضورؐ کو معلوم ہو گیا کہ بعض چھوٹے بچوں کا روزہ ہے تو حضورؐ نے فرمایا ان کا روزہ ٹڑوادو، بچوں کا روزہ نہیں ہوتا۔ اس حکم پر ہم نے نہر سے خوب پانی پی کر پیاس بجھائی اور حضورؐ سے رخصت ہو کر قادیان واپس چلے آئے“

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 8 اپریل 2011ء)

روزہ کے لیے بچپن

عموماً کم عمر بچوں سے روزہ رکھوانے کا ایک جواز یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ جب نماز فرض ہے تو پھر روزہ کیوں نہیں رکھا جاسکتا، حضرت مصلح موعودؓ اس عُذر کا انتہائی لطیف انداز میں رفع کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

”روزہ کا بچپن اور ہے اور نماز کے لیے اور۔۔۔ نماز کے لیے تو دس، گیارہ سال سے ہی بچپن ختم ہو جاتا ہے لیکن روزہ کے لیے بچپن اُس وقت تک ہوتا ہے جب تک بچہ پوری پوری طاقت حاصل نہیں کر لیتا۔ اس وجہ سے مختلف بچوں کے یہ بچپن مختلف ہوتا ہے جو پندرہ سے بیس سال کا ہوتا ہے۔ ہاں اگر بچپن کی عمر میں بچے تھوڑے تھوڑے روزے ہر سال رکھیں تو اچھا ہے، اس طرح انہیں عادت ہو جائے گی۔ مگر بہت چھوٹی عمر میں اس طرح بھی روزہ نہیں رکھوانا چاہئے، یہ شریعت پر عمل کرانا نہیں بلکہ بچہ کو بیمار کر کے ہمیشہ کے لیے ناقابلِ بنا بنا ہے۔ یہ غلط خیال پھیلا ہوا ہے کہ بچہ کا روزہ ماں، باپ کو مل جاتا ہے، حالانکہ ایسے بچے سے روزہ رکھوانا جو کمزور ہو اور اپنی جسمانی صحت کے لحاظ سے استوار نہ ہو چکا ہو، ثواب نہیں بلکہ گناہ کا ارتکاب کرنا ہے۔“

بچوں کو بتدریج روزہ کا عادی بنایا جائے

پھر آپؐ بچوں کو بتدریج روزہ کا عادی بنانے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

ہاں جب بچہ کی ضروری قوتیں نشوونما پا چکی ہوں تو ہر سال کچھ نہ کچھ روزے رکھوانے چاہئیں تاکہ عادت ہو جائے مثلاً پہلے پہل ایک دن روزہ رکھوایا پھر دو، تین چھوڑ دیئے۔ پھر دوسری دفعہ رکھوایا، ایک چھڑوایا۔ میرے نزدیک بعض بچے تو پندرہ سال کی عمر میں اس حد کو پہنچ جاتے ہیں کہ روزہ اُن کے لیے فرض ہو جاتا ہے۔ بعض سولہ، سترہ، اٹھارہ، انیس اور حد بیس سال تک اس حالت کو پہنچتے ہیں، اُس وقت روزہ رکھنا ضروری ہے۔ پس یاد رکھو روزہ فرض ہونے کی حالت میں بلاوجہ روزہ نہ رکھنا اپنے ایمان کو ضائع کرنا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 26 مارچ 1926ء بحوالہ خطبات محمود جلد 10 صفحہ 119)

حد بلوغت سے قبل بچوں سے

روزہ رکھوانا صحت پر بُرا اثر ڈالتا ہے

حضرت مصلح موعودؓ اس حوالہ سے ارشاد فرماتے ہیں۔

”پھر کئی ہیں جو چھوٹے بچوں سے بھی روزہ رکھواتے ہیں حالانکہ ہر ایک فرض اور حکم کے لیے الگ الگ حدیں اور الگ الگ وقت ہوتا ہے۔ میرے نزدیک بعض احکام کا زمانہ چار سال کی عمر سے شروع ہو جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ سات سال سے بارہ سال تک ہے اور

بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ پندرہ یا اٹھارہ سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے۔ میرے نزدیک روزوں کا حکم پندرہ سے اٹھارہ سال کی تک کی عمر کے بچے پر عائد ہوتا ہے اور یہی بلوغت کی حد ہے۔ میرے نزدیک اس سے پہلے بچوں سے روزہ رکھوانا اُن کی صحت پر بُرا اثر ڈالتا ہے جس میں وہ طاقت اور قوت حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ پس جس زمانہ میں کہ وہ طاقت اور قوت کے ذخیرہ کو جمع کر رہے ہوتے ہیں اُس وقت اُن کی طاقت کو دبانا اور بڑھنے نہ دینا اُن کے لیے سخت مضر ہے۔۔۔ پس جس زمانہ میں بچہ طاقت پیدا کر رہا ہو اُس کو روزہ نہ رکھوانا چاہئے تا وقتیکہ اُس کی عمر پندرہ سال کی نہ ہو جائے کیونکہ اس سے پہلے بچہ پر روزہ فرض نہیں ہوتا۔ تو نہ صرف یہ کہ اسی عمر میں بچوں سے روزے نہ رکھوائیں بلکہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ بچوں کو خود بھی شوق ہوتا ہے کہ روزہ رکھیں۔

کس عمر سے روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہئے؟

بارہ سال سے کم عمر کے بچے سے روزہ رکھوانا تو میرے نزدیک جرم ہے اور بارہ سال سے پندرہ سال کی عمر کے بچے کو اگر کوئی روزہ رکھواتا ہے تو غلطی کرتا ہے۔ پندرہ سال کی عمر سے روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور اٹھارہ سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہئیں۔ مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے ہمیں بھی روزہ رکھنے کا شوق ہوتا تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں روزہ نہیں رکھنے دیتے تھے اور بجائے اس کے کہ ہمیں روزہ رکھنے کے متعلق کسی قسم کی تحریک کرنا پسند کریں ہمیشہ ہم پر روزہ کا رعب ڈالتے تھے۔ تو بچوں کی صحت کو قائم رکھنے اور اُن کی قوت بڑھانے کے لیے روزہ رکھنے سے اُنہیں روکنا چاہئے۔ اس کے بعد جب اُن کا وہ زمانہ آجائے جب وہ اپنی قوت کو پہنچ جائیں جو پندرہ سال کی عمر کا زمانہ ہے تو پھر اُن سے روزے رکھوائے جائیں اور وہ بھی آہستگی کے ساتھ۔ پہلے سال جتنے رکھیں، دوسرے سال اس سے کچھ زیادہ اور تیسرے سال اُس سے زیادہ رکھوائے جائیں۔ اس طرح بتدریج اُس وقت اُن کو روزہ کا عادی بنایا جائے“

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 13 اپریل 1925ء بحوالہ خطبات محمود جلد 9 صفحہ 88-89)

بچوں کے دلوں میں خدا کی محبت کا بیج بونے کا مہینہ

رمضان المبارک کے ایام میں کیونکہ ماحول سازگار ہوتا ہے اور اس کے تحت روحانی تربیت کے ذرائع بھی بقیہ مہینوں سے بڑھ کر بہم میسر آتے ہیں لہذا اس ضمن میں ہمارے بچوں کی عمدہ تربیت کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ نے اس پیرائے میں روشنی ڈالی ہے۔

”یہ وہ طریق ہے جس سے آپ اپنے گھر میں اپنے بچوں کی بہت عمدہ تربیت کر سکتے ہیں۔ جب وہ صبح اُٹھتے ہیں تو اُن کو پیار اور محبت کی نظر سے دیکھیں، اُن کی حوصلہ افزائی کریں۔ اُن کو بتائیں کہ تم جو اُٹھے ہو تو خدا کی خاطر اُٹھے ہو اور اُن سے یہ گفتگو کیا کریں کہ بتاؤ آج نماز میں تم نے کیا کیا۔ کیا اللہ سے باتیں کیں، کیا دعائیں کیں اور اس طریق پر اُن کے دل میں بچپن ہی سے خدا تعالیٰ کی محبت کے بیج مضبوطی سے گاڑے جائیں گے یعنی جڑیں اُن کی مضبوط ہوگی۔ اُن میں وہ تمام صلاحیتیں جو خدا کی محبت کے بیج میں ہوا کرتی ہیں وہ نشوونما پا کر کو نکلیں نکالیں گی۔ پس رمضان کے مہینہ

کو ایک مہینہ ذکر الہی کی عادت پڑ جائے، جس کی زبان تر ہو اللہ کی محبت اور پیار سے، جس کا دل بھرا ہو اللہ کے ذکر سے، ایک مہینہ کے بعد اُس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ واپس اپنی پرانی گندی عادتوں کی طرف لوٹ جائے گا یہ ایک بالکل لغو اور بے معنی توقع ہے۔ اگر لوٹتا ہے تو وہ پھر وہ روزہ کو سمجھا ہی نہیں، اُس نے روزہ سے فائدہ ہی نہیں اٹھایا۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا ایک مہینہ کسی کو اچھی غذا کھلائی جائے اور وہ انتظار کر رہا ہو کہ مہینہ ختم ہو تو میں پھر دوبارہ گند کھانا شروع کر دوں اور مہینہ ختم ہوتے ہی کہے کہ بہت اچھا، شکر ہے اب موقع آ گیا اچھی غذا کھائیں جائیں جہنم میں اب میں گندگی شروع کرتا ہوں۔

روزہ تو باقی گیارہ مہینوں کی بھی ضمانت دینے کے لیے آتا ہے، تو روزہ تو باقی گیارہ مہینوں کی بھی ضمانت دینے کے لیے آتا ہے، باقی گیارہ مہینوں کے بھی آداب سکھانے کے لیے آتا ہے لیکن اس مہینہ میں آداب سکھائے جائیں تو باقی گیارہ مہینے اُن آداب کا اثر پڑے نہ۔ اگر صرف بھوک کا نام روزہ ہے تو پھر تو انسان روزہ کی اکثر نیکیوں سے محروم رہ جائے گا، اکثر فوائد سے محروم رہ جائے گا۔

اپنے گھروں کو آداب کی فیکٹریاں بنا دو

اس لیے اپنے گھروں کو بقیہ دن جتنے بھی باقی ہیں اُن کو آداب کی فیکٹریاں بنا دو۔ اسلامی آداب، اسلامی اخلاق، جو جو کمزوریاں عام حالات میں بچوں میں پائی جاتی ہیں اُن کو دور کرنے کی طرف متوجہ ہو اور روزہ کا واسطہ دے کر، آنحضرتؐ کے ارشادات بتاتا کے بچوں کو سمجھاؤ کہ تم پہلے زبان میں ایسی بے احتیاطی کر لیا کرتے تھے اب روزہ آ گیا ہے، اب بالکل نہیں کرنی اور اسی طرح دیگر امور میں بھی تلاوت کی عادت ڈالنا، ذکر الہی کی عادت ڈالنا، دعاؤں کی عادت ڈالنا، حسن سلوک کی عادت ڈالنا، حقوق کی ادائیگی کی عادت ڈالنا، زبان کو جھوٹ سے کلیتہً پاک کرنے کی عادت ڈالنا، صاف اور سچی بات کی عادت ڈالنا، قول سدید کی عادت ڈالنا، یہ سارے مواقع ہیں روزہ کے لیے۔

یہ دروازے کھولیں گے تو کھلیں گے

پس جب آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ جہنم کے سارے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تو ساتھ ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جنت کے سارے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ تو صرف منفی پہلو نہیں رکھنا بلکہ اُس مثبت پہلو پر بھی نظر رکھیں اور یہ دروازے کھولیں گے تو کھلیں گے نہ۔ اگر آپ نے اپنے حواسِ خمسہ میں سے ہر ایک کے لیے اس عرصہ میں نیکی کے دروازے نہ کھولے تو جہنم کے دروازے تو بند کر رہے ہوں گے لیکن بے مقصد، اُس کے بدلے کوئی نیکی کا دروازہ نہیں کھول رہے ہوں گے۔ پس مراد یہ ہے کہ ہر بدی کے بدلے ایک خوبی پیدا کرو، ہر بد صورتی کے بدلے ایک حُسن پیدا کرو اور تیس دن مسلسل اس جدوجہد میں گزار دو کہ تمہاری بدیاں چھٹ کر پیچھے رہ جائیں اور تمہاری نیکیاں رمضان کی برکت سے بڑھتے بڑھتے نمایاں ہو کر غیر معمولی چمک کے ساتھ آگے بڑھیں اور ہر رمضان جو گزرتا ہے وہ پہلے سے بہتر حالت میں تمہیں پائے۔

حوصلہ افزائی کے طور پر کوشش کی جاتی تھی کہ جو بچے بالغ ہو چکے ہیں یعنی بارہ، تیرہ، چودہ سال کی عمر میں داخل ہو جائیں وہ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ رمضان کے روزے رکھیں اور جب وہ پختہ عمر میں پہنچتے تھے یعنی اٹھارہ، انیس سال کی عمر میں تو پھر تو لازماً پورے کے پورے رمضان کے روزے رکھا کرتے تھے، اس پہلو سے رفتہ رفتہ خصوصاً تقسیم کے بعد میں نے دیکھا ہے کہ کمزوری آئی ہے۔

بسلسلہ رمضان قادیان میں رائج بہت ہی ضروری اور مفید بات دوسری بات رمضان کے روزوں کے سلسلہ میں ہے جو قادیان میں رائج دیکھی اور وہ بہت ہی ضروری اور مفید تھی جس کو میں نے دیکھا ہے کہ بعد میں بہت گھروں میں ترک کر دیا گیا وہ یہ تھی کہ روزہ شروع ہونے سے پہلے بچوں کو اُس وقت نہیں اٹھاتے تھے کہ صرف کھانے کا وقت رہ جائے بلکہ لازماً اتنی دیر پہلے اٹھاتے تھے کہ کم سے کم دو چار نوافل بچہ پڑھ لے اور مائیں کھانا نہیں دیتی تھیں بچوں کو جب تک وہ پہلے نفل سے فارغ نہ ہو جائیں۔ سب سے پہلے اٹھ کے وضو کرواتی تھیں اور پھر وہ نمازِ نوافل پڑھاتی تھیں تاکہ اُن کو پتہ لگے کہ اصل روزہ کا مقصد روحانیت حاصل کرنا ہے۔ تہجد پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کریں پھر وہ کھانے پہ بھی آئیں۔ اور اکثر اوقات اللہ تبارک و تعالیٰ کا وقت کھانے کے وقت سے بہت زیادہ ہوتا تھا۔ کھانا تو آخری دس پندرہ منٹ میں بڑی تیزی سے بچے کھا کے فارغ ہو جاتے تھے اور تہجد کے لیے اُن کو آدھ گھنٹہ، پون گھنٹہ اتنا ضرور مہیا کر دیا جاتا تھا۔ اب جن گھروں میں بچوں کو روزہ رکھنے کی ترغیب بھی دی جاتی ہے اُن کو اس سلیقے کے ساتھ روزہ نہیں رکھوایا جاتا کہ جو زیادہ اہم چیز ہے اُس کی طرف متوجہ ہوں بلکہ آخری منٹوں میں جب کھانے کا وقت ہے اُن کو کہہ دیا جاتا ہے آؤ روزہ رکھ لو اور اسی کو کافی سمجھا جاتا ہے۔

جماعت کو روز رکھوانے اور روزہ کا معیار

بڑھانے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے

اس لیے یہ درست ہے کہ اسلام توازن کا مذہب ہے، میانہ روی کا مذہب ہے لیکن میانہ روی کا مذہب ہے کم روی کا مذہب تو نہیں، میانہ روی اختیار کرو۔ جہاں خدا نے فرض قرار دیا ہے وہاں اُس کو فرض سمجھو۔ جہاں فرض نہیں قرار دیا وہاں اُس رخصت سے خدا کی خاطر استفادہ کرو، یہ نیکی ہے، اس کا نام میانہ روی ہے۔ اس لیے جماعت کو روزہ رکھوانے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے اور روزہ کا معیار بڑھانے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔ معیار میں ایک توجہ کی تہجد کی نماز ہے دوسرے روزہ کے دوران کے آداب ہیں۔ روزہ کے دوران لڑائی جھگڑا، تیز گفتگو، ناجائز حرکات یہ ساری چیزیں بے معنی اور لغو ہو جاتی ہیں مؤمن کے لیے اور یہ ایک تربیت کا دور ہے جس شخص کو ایک مہینہ یہ تربیت ملتی ہے کہ اُس نے اپنی زبان پر قابو رکھنا ہے گو اُس سے توقع یہ کی جاتی ہے کہ وہ مہینہ گزرنے کے بعد بھی زبان پر قابو ہی رکھے گا۔ یہ مراد تو نہیں ہے کہ مہینہ کا انتظار ہو رہا ہے، مہینہ ختم ہو تو پھر میں گالیاں شروع کروں۔ جس

میں یہ اس پہلو سے کاشتکاری کا مہینہ ہے، آپ نے بچوں کے دلوں میں خدا کی محبت کے بیج بونے ہیں۔ اس طریق پر اُن کی آبیاری کرنی ہے یعنی روزمرہ اُن کو نیک باتیں بتانا کہ اُن بچوں سے بڑی سرسبز خوشنما کو پھلیں پھوٹیں اور رفتہ رفتہ وہ بچے ایک کلمہ طیبہ کی صورت اختیار کر جائیں جس کی جڑیں تو زمین میں پیوستہ ہوتی ہیں مگر شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں“ (خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 17 جنوری 1997ء)

بچپن سے روزہ کی عادت نہ ڈالی جائے

تو بلوغت میں اہمیت باقی نہیں رہتی

ماؤں کے عمومی رویہ نیز بچپن سے ہی بچوں کو روزہ کے آداب سکھانے کے ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ ارشاد فرماتے ہیں۔ ”عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنے بچوں پر یہ رحم کرتی ہیں کہ ان کی ابھی عمر نہیں آئی اس لیے روزہ نہ رکھنے دیا جائے اور بعض دفعہ بچے بلکہ زیادہ شوق دکھاتے ہیں اور مائیں زبردستی روکتی ہیں۔ یہ درست ہے کہ بچوں پر روزے فرض نہیں مگر بچپن سے ہی جب نمازیں شروع کرتے ہیں بچے اگر اُن کو روزہ کے آداب نہ بتائے جائیں، اُن کو روزہ کے نمونے نہ دیئے جائیں یعنی اُن کو روزہ کی عادت نہ ڈالی جائے تھوڑی تھوڑی تو اُن کے اندر جب وہ بالغ ہوتے ہیں تو پھر روزہ کی اہمیت باقی نہیں رہتی“

بچپن سے ہی مائیں گھروں میں تربیت دیتی تھیں

مزید آپ قادیان کے پاکیزہ روحانی ماحول کا نقشہ کھینچتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

ہمیں تو یاد ہے قادیان کے زمانہ میں جب خدا کے فضل سے روزہ کا معیار بہت بلند تھا اور سوائے مجبوری کے کوئی احمدی روزہ نہیں چھوڑتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تربیت تھی، صحابہؓ زندہ تھے، اولین تابعین زندہ تھے جنہوں نے صحابہؓ سے تربیت حاصل کی تھی۔ اس لیے اُس زمانہ میں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ احمدی روزہ میں کمزور ہیں اور طریق یہی تھا کہ بچپن سے ہی مائیں گھروں میں تربیت دیتی تھیں اور نو، دس سال کی عمر سے بچے روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے۔

بلوغت سے مراد انگریز کی مقرر کردہ بلوغت نہیں لی جاتی تھی اور بلوغت سے مراد انگریز کی مقرر کردہ بلوغت نہیں لی جاتی تھی کہ انگریز نے اکیس سال کہہ دیا تو اکیس سال میں بالغ ہو گا اور اکیس سال میں شریعت فرض ہو گی۔

انگریز نے اٹھارہ مقرر کر دیئے تو اٹھارہ سال کے بعد شریعت فرض ہو گی بلکہ انسانی اصطلاح میں عام عرف عام میں جب بھی انسان بالغ ہوتا تھا وہ پورے روزے رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔

حوصلہ افزائی کے طور پر کوشش کی جاتی تھی

اور چونکہ روزہ کی بلوغت کے معاملہ میں کچھ اختلافات فقہاء میں بھی پائے جاتے ہیں اور نشوونما کی عمر کے بچوں کے لیے نسبتاً سہولت بھی دے رہے ہیں بعض فقہاء، اس لیے اس معاملہ میں بھی سختی غیر معمولی نہیں کی جاتی تھی بلکہ جس کو کہتے ہیں encourage کرنا، حوصلہ افزائی کرنا۔

جماعت احمدیہ کو اس طرف خصوصیت کے ساتھ

اب توجہ کرنی چاہئے

یہ مقصد ہے روزہ کا اور جماعت احمدیہ کو اس طرف خصوصیت کے ساتھ اب توجہ کرنی چاہئے بلکہ وقت ہے کہ اس کے متعلق جہاد شروع کیا جائے عالمی پیمانہ پر۔ جس طرح عبادت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم باقی سب کو غیر معمولی طور پر پیچھے چھوڑ گئے ہیں اسی طرح روزہ کے میدان میں بھی ان شاء اللہ یہ عہد کر کے اٹھیں کہ ہم نے لازماً باقی سب دنیا کے مسلمان کہلانے والے ہوں یا دوسرے ہوں سب کو پیچھے چھوڑ دینا ہے۔” (خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 30/ مئی 1986ء بمقام مسجد بیت الفضل لندن / برطانیہ)

ہم رمضان کے روزے

کس عمر میں رکھنا شروع کریں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بچی کے استفسار کہ ”ہم رمضان کے روزے کس عمر میں رکھنا شروع کریں؟“ پر اس طرح سے رہنمائی فرمائی۔

روزے اُس وقت فرض ہوتے ہیں جب پوری طرح mature

ہو جاؤ۔

”فرض روزے تمہیں اُس وقت ہوتے ہیں جب تم لوگ پوری طرح mature ہو جاؤ۔ اگر تم اسٹوڈنٹ ہو اور تمہارے امتحان ہو رہے ہیں تو اُن دنوں میں اگر تمہاری عمر تیرہ، چودہ، پندرہ سال ہے تو پھر تم روزے نہ رکھو۔ اگر تم برداشت کر سکتے ہو روزے پندرہ، سولہ سال کی عمر میں ٹھیک ہے۔ لیکن عموماً فرض روزے جو ہیں وہ سترہ، اٹھارہ سال کی عمر کے بعد بہر حال رکھنے چاہئیں، فرض ہوتے ہیں۔ باقی شوقیہ ایک، دو، تین، چار روزے رکھنے ہیں تم نے آٹھ دس سال کی عمر میں رکھ لو، فرض کوئی نہیں ہیں۔ فرض ہوں گے تمہارے یہ جب تم بڑی ہو جاؤ گی، جب برداشت

کر سکتی ہو روزوں کو۔۔۔ لیکن برداشت اُس وقت ہوتی ہے جب تم جوان ہو جاتی ہو، سترہ، اٹھارہ سال کی کم از کم ہو جاؤ پھر ٹھیک ہے۔ پھر روزے رکھو۔

اسٹوڈنٹس کا اور بچیوں کا رمضان یہی ہے

۔۔۔ لیکن عادت ڈالا کرو۔ دو، تین روزے ہر رمضان میں رکھ لینے چاہئیں چھوٹے بچوں کو بھی تاکہ پتہ لگے کہ رمضان آ رہا ہے۔ لیکن روزے نہ بھی رکھنے ہوں نہ توجہ اٹھو اور اتنا ابا کے ساتھ سحری کھاؤ، نفل پڑھو، نمازیں باقاعدہ پڑھو۔ تم لوگوں کا رمضان یہی ہے، اسٹوڈنٹس کا اور بچیوں کا کہ رمضان میں اٹھیں ضرور اور سحری کھائیں، اہتمام کریں اور اُس سے پہلے دو یا چار نفل پڑھ لیں۔ پھر نمازیں باقاعدہ پڑھیں، قرآن شریف باقاعدہ پڑھیں“

(گلشن واقعات نو میلبرن۔ منعقدہ مؤرخہ 12 اکتوبر 2013ء بمقام مسجد بیت السلام / آسٹریلیا)

امرواق یہ ہے کہ اسلام کی خوبصورت اور پاک تعلیم ہر اُس چیز کی حوصلہ شکنی کرتی ہے جس میں شدت پسندی کا عنصر شامل ہو مگر آج کے دور میں بدقسمتی سے شدت پسندی ہی نام نہاد مسلمانوں کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے، یہی طرز عمل کم عمر بچوں کے روزہ رکھوانے کی بابت بھی ہمیں نظر آتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم کی آیت مبارکہ جو روزوں کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے اُس سے نیز حدیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے تین اُن لوگوں میں جن سے قلم اٹھایا گیا ہے یعنی اُن پر شریعت لاگو نہیں ہوتی اُن میں کم عمر بچے بھی شامل ہیں یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں۔ اور جب وہ بالغ ہو جائیں تو اللہ کے حکم کو ماننے والے ہوں۔ آخر پر اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہمیں اور ہمارے بچوں کو ان تعلیمات کی روشنی میں رمضان کے مبارک اور ایام نزول فضل و رحمت الہی سے کما حقہ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے نیز اس پاک ماہ صیام کو ہمارے لیے فیصلہ کن بنا دے۔ آمین ثم آمین!

ایک اضافہ

• مکرم لیتیق احمد عاطف۔ مبلغ مالٹا تحریر کرتے ہیں:

مؤرخہ 26 مارچ 2022ء کے الفضل میں الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کے حوالہ سے جماعت احمدیہ مالٹا کے بارہ میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں ایک ضروری امر شامل ہونے سے رہ گیا تھا جو آپ کی خدمت میں ارسال ہے۔ براہ کرم مندرجہ بالا تحریر کو۔ ”مالٹا میں جماعت کا تعارف“ کی ہیڈنگ کے تحت شامل فرما کر ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

مالٹا میں جماعت کا تعارف

آغاز سے 2014ء تک انتظامی طور پر مالٹا جماعت احمدیہ جرمنی کے تحت تھا۔ اس عرصہ میں مکرم عبداللہ و آگس ہاؤزر، امیر جماعت احمدیہ جرمنی اور سیکرٹریان تبلیغ جماعت جرمنی مکرم محمد الیاس مجوکہ اور مکرم حافظ فرید احمد خالد بھی دورہ جات پر تشریف لاتے رہے اور جماعتی کاموں کی نگرانی فرماتے رہے اور متعدد جماعتی پروگراموں اور ٹیپس سمپوزیم میں بھی شمولیت اختیار کی اور مکرم امیر صاحب جرمنی نے ان مواقع پر خطابات بھی فرمائے اور تبلیغی سرگرمیوں کے حوالہ سے راہنمائی بھی فرمائی۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

محمود و ایاز

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں معالج خاص حضرت مصلح موعودؑ سے انتہا درجہ کی محبت و عشق رکھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حضرت محمودؑ (مصلح موعودؑ) کا ایاز کہا کرتے تھے۔ حضرت محمودؑ چونکہ بانی الفضل تھے۔ اس حوالہ سے حضرت ڈاکٹر صاحب تحریر کرتے ہیں:

”ہمارے پیارے اخبار الفضل (جس کا اس کے اجراء کے وقت سے میں خریدار ہوں کیونکہ یہ محمود (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ) کا جس کا قدیمی ”ایاز“ ہوں لگایا ہوا پودا ہے۔ میرا نمبر خریداری 8 ہے۔ حالانکہ میں ان دنوں قادیان سے قریباً ایک سو میل دور پیالہ میں رہتا تھا۔“

(ایاز محمود صفحہ 353 از الفضل 15 فروری 1967ء)

تبیئ تک سحری کھاتے رہتے تھے اور دراصل شریعت کا منشاء بھی اس معاملے میں یہ نہیں ہے کہ جب علمی اور حسابی طور پر صبح صادق کا آغاز ہو اس کے ساتھ ہی کھانا ترک کر دیا جاوے بلکہ منشاء یہ ہے کہ جب عام لوگوں کی نظر میں صبح صادق کی سفیدی ظاہر ہو جائے اس وقت کھانا چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ تبیین کا لفظ اسی بات کو ظاہر کر رہا ہے۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کی اذان پر سحری نہ چھوڑا کرو بلکہ ابن مکتوم کی اذان تک بیشک کھاتے پیتے رہا کرو کیونکہ ابن مکتوم نابینا تھے اور جب تک لوگوں میں شور نہ پڑ جاتا تھا کہ صبح ہو گئی ہے، صبح ہو گئی۔ اس وقت تک اذان نہ دیتے تھے۔“

(میرۃ المہدی جلد اول حصہ دوم روایت نمبر 320 صفحہ 295-296)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 جون 2016ء)

سے پڑھتے تھے کہ آپ کی آواز میں سن سکتا تھا۔ نیز آپ ہمیشہ سحری نماز تہجد کے بعد کھاتے تھے اور اس میں اتنی تاخیر فرماتے تھے کہ بعض دفعہ کھاتے کھاتے اذان ہو جاتی تھی اور آپ بعض اوقات اذان کے ختم ہونے تک کھانا کھاتے رہتے تھے۔ ”حضرت میاں بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ”خاکسار عرض کرتا ہے دراصل مسئلہ تو یہ ہے کہ جب تک صبح صادق افق مشرق سے نمودار نہ ہو جائے سحری کھانا جائز ہے۔ اذان کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ صبح کی اذان کا وقت بھی صبح صادق کے ظاہر ہونے پر مقرر ہے۔ اس لئے لوگ عموماً بعض جگہوں پہ سحری کی حد اذان ہونے کو سمجھ لیتے ہیں۔ قادیان میں چونکہ صبح کی اذان صبح صادق کے پھوٹنے ہی ہو جاتی ہے بلکہ ممکن ہے کہ بعض اوقات غلطی اور بے احتیاطی سے اس سے بھی قبل ہو جاتی ہو۔ اس لئے ایسے موقعوں پر حضرت مصلح موعود علیہ السلام اذان کا چنداں خیال نہ فرماتے تھے اور صبح صادق کے

بقیہ: فرمان خلیفہ وقت..... از صفحہ 1

حضرت مصلح موعود علیہ السلام کے ساتھ نماز تہجد پڑھنا اور سحری کھانے کے بارے میں ایک روایت بیان فرماتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ 1895ء میں مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نماز تہجد یعنی تراویح ادا کی۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ تراویح شب میں پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد آٹھ رکعت دو دو رکعت کر کے آخر شب میں ادا فرماتے تھے جس میں آپ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے۔ یعنی اللہ لا الہ الاہو سے وھو العلی العظیم تک۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص کی قراءت فرماتے تھے اور رکوع و سجود میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اکثر پڑھتے تھے اور ایسی آواز

ریجنل جلسہ جات و افتتاح مساجد



مساجد کا افتتاح

اس بابرکت تقریب کی اختتامی تقریر مکرّم عبد القیوم پاشا صاحب امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ نے بعنوان ”تعمیر مسجد کے مقاصد اور ہماری ذمہ داریاں“ کے عنوان سے کی نیز ساتھ ہی ساتھ اختتام پر پیش گوئی مصلح موعودؑ کا مختصر تعارف بھی پیش کیا۔ جس کے بعد جلسہ کے پروگرام کا باقاعدہ اختتام ہو۔ بعد ازاں مکرّم امیر صاحب نے نئی تعمیر شدہ مسجد کی دیوار پر آویزاں یادگاری تختی کی نقاب کشائی کر کے مسجد کا باقاعدہ افتتاح کیا اور دعا کروائی۔ یوم مصلح موعودؑ کی مناسبت سے مسجد کا نام ”مسجد محمودؑ“ رکھا گیا ہے۔ مسجد کے افتتاح کے موقع پر علاقہ کے ممبر آف پارلیمنٹ کے نمائندہ اور Commandat de Brigade کے نمائندگان بھی موجود تھے۔ دوپہر ڈیڑھ بجے نماز ظہر اور عصر جمع کر کے ادا کی گئیں جس کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ جلسہ میں 18 جماعتوں کے تقریباً 500 افراد شامل ہوئے جن کے علاوہ تقریباً 100 غیر مسلم مہمان بھی اس موقع پر موجود تھے۔

سہ پہر تین بجے مکرّم امیر صاحب افراد جماعت کے ایک بڑے وفد کے ہمراہ Ladiokaha پہنچے جو کہ Lokaha II سے تقریباً 2 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں پہنچ کر مکرّم امیر صاحب نے نئی تعمیر شدہ مسجد کی یادگاری تختی کی نقاب کشائی کر کے مسجد کا باقاعدہ افتتاح کیا اور دعا کروائی۔ اس مسجد کا نام ”مسجد نور“ رکھا گیا ہے۔ اس موقع پر تقریباً 200 افراد جمع تھے جن میں غیر مسلم افراد کی ایک بڑی تعداد شامل تھی۔ یوں دونوں تقاریب میں تقریباً 800 افراد شامل ہوئے۔ دونوں مساجد کے افتتاح کی خبر الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں شائع ہوئی۔ AIP جو کہ ملک کی سرکاری نیوز ایجنسی ہے کی ویب سائٹ پر دو جبکہ Operanews پر ایک خبر شائع ہوئی۔ اسی طرح ملک کے حکومتی اخبار Fraternalite Matin میں خبر شائع ہوئی۔ دیگر دو ملکی اخبارات L'Essor اور L'inter میں بھی اس بارہ میں خبریں شائع ہوئیں جن کے ذریعہ ہزاروں افراد تک جماعت کا پیغام پہنچا۔ الحمد للہ علی ذالک

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ افراد جماعت کو ان دونوں جلسہ جات سے حقیقی رنگ میں بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ دونوں نئی تعمیر شدہ مساجد کو بھی ایمانی جذبہ کے تحت نمازیوں سے بھرنے کی توفیق عطا کرے کیونکہ مساجد کی اصل رونق تو نمازیوں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت آئیوری کوسٹ کو آئندہ بھی تعلیم و تربیت کے اس سلسلہ کو قائم رکھنے کی توفیق عطا کرتا جائے اور اللہ کرے کہ جلد سارے لوگ اپنے رب کو ماننے لگ جائیں۔ آمین

کیا۔ اس بابرکت تقریب کی اختتامی تقریر مکرّم امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے ”بطور مسلمان ایک احمدی کی ذمہ داریاں و فرائض“ کے عنوان سے کی جس کے بعد دعا کے ساتھ اس بابرکت تقریب کا اختتام عمل میں آیا۔ جلسہ سالانہ کا ایک مقصد احباب جماعت کی تربیت کے ساتھ ساتھ آئندہ کے لئے انہیں اپنے اپنے فرائض کے سلسلہ میں رہنمائی فراہم کرنا بھی ہے۔ چنانچہ نماز ظہر عصر کی ادائیگی اور طعام کے بعد مکرّم امیر صاحب کی صدارت میں جلسہ میں شاملین ضلعی عاملہ و لوکل صدران جماعت کے ساتھ میٹنگ کا انتظام بھی کیا گیا جس میں آپ نے انہیں ہدایات سے نوازا۔ بواکے ریجن کے جلسہ میں امیر صاحب اور نیشنل عاملہ کے ممبران کے ساتھ ساتھ بعض ریجنل مبلغین کرام مکرّم لقمان احمد فرید صاحب، مکرّم احتشام الحسن صاحب نے بھی شرکت کی جبکہ نمائندہ پارلیمنٹ، نمائندہ گورنر، میئر اور پیراماونٹ چیف و دیگر مقامی غیر از جماعت آئمہ مساجد نے بھی شرکت کی۔ اس جلسہ کی کل حاضری 753 افراد پر مشتمل رہی، الحمد للہ علی ذلک۔

ریجنل جلسہ فیرکے (Ferke)

نیز 2 مساجد کا افتتاح

ملک کے شمالی علاقہ کار ریجنل جلسہ مورخہ 20 فروری 2022ء کو بمقام Lokaha II منعقد ہوا۔ جلسہ کی تیاری کے سلسلہ میں Lokaha II جماعت کے احباب و خواتین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حال ہی میں مکمل ہوئی مسجد اور اس کے احاطہ کو متعدد وقار عمل کے ذریعہ صاف کیا گیا۔ دیگر انتظامات بالخصوص کھانے کی تیاری کے لئے باقاعدہ ٹیمیں تشکیل دیکر انہیں تفصیلی ہدایات دی گئیں۔ جلسہ میں شرکت کے لئے دور کی جماعتوں سے تقریباً ایک سو مہمان 19 فروری کی رات کو پہنچ گئے۔ مکرّم امیر صاحب آئیوری کوسٹ 16 احباب و خواتین پر مشتمل وفد ریجنل کے ساتھ جلسہ بواکے میں شرکت کے بعد مورخہ 19 فروری کی شام فیرکے شہر پہنچ گئے جہاں رات قیام کرنے کے بعد 20 فروری کی صبح جلسہ گاہ پہنچے۔ جلسہ کے دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد و فجر سے ہوا۔ جلسہ کے پروگرام کا باقاعدہ آغاز صبح 10 بجے ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرّم بالو احمد معلم سلسلہ Amoriakro نے ”توحید باری تعالیٰ“ کے عنوان سے جولا زبان میں تقریر کی۔ جس کے بعد مکرّم سور و سعید صاحب معلم سلسلہ نے ”قیام نماز اور اس بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ“ کے موضوع پر سینفو زبان میں تقریر کی۔ تیسری تقریر مکرّم Sanfo Hassyml Moubaric ریجنل قائد مجلس خدام الاحمدیہ فیرکے ریجن نے بعنوان ”آخری زمانہ کی علامات اور امام مہدی کا ظہور“ کی جس کے بعد مکرّم سلطان احمد وڈانچ صاحب ریجنل مبلغ شمالی (فیرکے) ریجن نے ”مقاصد مذہب“ کے عنوان سے کی جس کے بعد صدر مجلس خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ، صدر مجلس انصار اللہ آئیوری کوسٹ کے نمائندہ اور صدر لجنہ اماء اللہ آئیوری کوسٹ نے مختصر خطابات کئے اور اپنی اپنی ذیلی تنظیم سے متعلق ہدایات دیں۔

جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کو امسال بفضل خدا تعالیٰ وقتاً بوقتاً ریجنل جلسہ جات کے انعقاد کی توفیق مل رہی ہے۔ اس ضمن میں بواکے (Bouake) ریجنل نیز فیرکے (Ferkessedougou) ریجنل (شمالی ریجن) کو دوران ماہ بالترتیب مورخہ 19 و 20 فروری بروز ہفتہ و اتوار اپنے اپنے ریجنز میں سالانہ ریجنل جلسہ جات کے انعقاد کی توفیق ملی۔

ریجنل جلسہ بواکے (Bouake)

بواکے ریجن کو امسال اپنا پہلا ریجنل جلسہ مورخہ 19 فروری کو انعقاد کی سعادت نصیب ہوئی۔ جس سلسلہ میں مکرّم امیر صاحب آئیوری کوسٹ عبد القیوم پاشا صاحب بمع نیشنل عاملہ کے ممبران نے اس جلسہ میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ یہ جلسہ بمقام تانا جولا سو میں منعقد ہوا۔ ریجنل جلسہ کے انتظامات مکرّم باسط احمد صاحب ریجنل مبلغ سلسلہ کی نگرانی میں کئے گئے، جس کے لئے جلسہ سے قبل ہی جلسہ کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا نیز انتظامات کو بہتر بنانے کے لئے متعدد میٹنگز بھی کی گئیں۔ ریجن کی تمام جماعتوں میں باقاعدہ جلسہ میں شمولیت کے پیغامات بھجوائے گئے۔ جلسہ میں شرکت کے لئے مہمانان کی آمد کا سلسلہ ایک روز قبل بروز جمعہ المبارک ہی شروع ہو گیا چنانچہ اسی روز سے ہی شعبہ حاضری نے اپنا کام شروع کر دیا۔ بروز جمعہ بعد از نماز عشاء مجلس سوال و جواب کا بھی انعقاد کیا گیا جس میں مکرّم لقمان احمد فرید صاحب مبلغ سلسلہ نے حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔ جلسہ کے دن کا باقاعدہ آغاز باجماعت نماز تہجد کے ساتھ کیا گیا جس کے بعد مکرّم سلا ابراہیم صاحب نے یوم مصلح موعود کے پیش نظر پیشگوئی حضرت مصلح موعودؑ کے عنوان سے درس دیا۔ جلسہ کی کاروائی کا باقاعدہ آغاز صبح 9 بجے لوائے احمدیت قومی پرچم لہرانے اور دعا سے ہوا۔ تلاوت قرآن کریم فرنیچ زبان میں ترجمہ اور قصیدہ کے بعد مقامی روایات کے مطابق ابتدائی طور پر حاضرین جلسہ کو مکرّم ڈالیسا کا ہارون صاحب افسر ریجنل جلسہ نے بذریعہ تقریر خوش آمدید کہا گیا۔ جس کے بعد جلسہ کی تقاریر کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ ابتدائی تقریر مکرّم سلا ابراہیم صاحب معلم سلسلہ نے بعنوان ”نماز کی اہمیت“ کی۔ جس کے بعد ریجنل مشنری باسط احمد صاحب نے بعنوان ”جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد“ تقریر کی۔ بعد ازاں مکرّم بالو احمد صاحب لوکل معلم سلسلہ نے تقریر بعنوان ”جماعت احمدیہ اور ہماری ذمہ داریاں“ کیں۔ جیالو صدیق صاحب نے اس کے بعد تقریر بعنوان ”برکات خلافت“ کی۔ بعد ازاں نیشنل عاملہ کے عہدیداران و جلسہ میں شامل غیر از جماعت خصوصی مہمان نے اپنے جذبات کا اظہار



جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ہنڈورس



Peace after Accepting Islam Ahmadiyyat	مکرم Salvador Antonio Cruz مقامی ممبر	6
The Holy Prophet sa-Mercy for all mankind	مکرم عبد الرشید انور مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا	7



کھانے کے وقفہ اور نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد اس جلسے کا اختتامی اجلاس شروع ہوا۔ اختتامی اجلاس کی صدارت بعد مکرم لال خان ملک امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے کی۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حال ہی میں ہنڈورس میں ذیلی تنظیموں کے قیام کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ اسی مناسبت سے احباب جماعت کے لئے ذیلی تنظیموں کا تعارف پیش کیا گیا اور اس اجلاس میں درج ذیل مقررین نے تقاریر کیں۔

نمبر	مقرر	موضوع
1	مکرم ظاہر احمد مبلغ ہنڈورس	تعارف مجلس خدام الاحمدیہ
2	خاکسار (ظفر اقبال جاوید مبلغ انچارج جماعت احمدیہ ہنڈورس)	تعارف مجلس انصار اللہ
3	مکرم ظاہر احمد مبلغ ہنڈورس	تعارف لجنہ اماء اللہ
4	مکرم عبد الستار خان مشنری انچارج برائے جماعت ہائے احمدیہ پیرو، جماعت ہائے احمدیہ پیرو، کولمبیا، کوسٹا ریکا اور کیوبا	Namaz is a Source of Peace
5	مکرم عامر نفیس امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ گوئٹے مالا	Islam a Religion of Peace
6	مکرم Persy Daniel Murillo مقامی ممبر	The Role of an Ahmadi in the Honduran Society
7	مکرم لال خان ملک امیر جماعت احمدیہ کینیڈا	Khilafat Ahmadiyya Transforming Fear into Peace

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہنڈورس کو مورخہ 11 رکھتا ہے۔

روز ہفتہ مورخہ 12 فروری 2022ء کو جلسہ کی کارروائی Scout Hall میں منعقد ہوئی۔ جلسے کی کارروائی کا آغاز مکرم عبد الرشید انور مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا کی زیر صدارت صبح سوا دس بجے (AM 10:15) ہوا۔ پہلے سیشن میں تلاوت اور نظم کے بعد مکرم لال خان ملک امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ کے لیے خصوصی پیغام انگریزی میں پڑھ کر سنایا۔ بعد میں خاکسار (ظفر اقبال جاوید مبلغ انچارج جماعت احمدیہ ہنڈورس) نے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام کا سپینش ترجمہ پیش کیا۔

12 فروری 2022ء کو دوسرے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی توفیق ملی۔ اس جلسہ سالانہ میں جماعت احمدیہ کینیڈا اور جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کے نمائندگان کے علاوہ، Roatan (آئی لینڈ آف ہنڈورس) کے مقامی افراد کو بھی شرکت کی توفیق ملی۔

مورخہ 11 فروری 2022ء کو دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا اور بعد ازاں نماز جمعہ ادا کی گئی جو مکرم عبد الرشید انور مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے پڑھائی۔ خطبہ جمعہ انگریزی میں دیا گیا جبکہ اس کارواں ترجمہ ہسپانوی زبان میں پیش کیا گیا۔

نماز جمعہ کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کے وقفہ کے بعد، تربیتی سیشن کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو مقامی دوست مکرم Rolando Antunez Murillo نے کی۔ بعد ازاں مکرم لال خان ملک امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے تعارفی کلمات پیش کئے۔

اس کے بعد مجلس سوال و جواب کا انعقاد ہوا۔ مکرم لال خان ملک امیر جماعت احمدیہ کینیڈا، مکرم عبد الرشید انور مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا، مکرم عبد الستار خان مشنری انچارج برائے جماعت ہائے احمدیہ پیرو، کولمبیا، کوسٹا ریکا اور کیوبا اور مکرم عامر نفیس امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ گوئٹے مالا نے مختلف سوالوں کے جوابات دیئے۔ سوال و جواب کا یہ سلسلہ نماز مغرب و عشاء تک جاری رہا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد جملہ حاضرین جلسہ کی خدمت میں عشاء پیش کیا گیا جس کے ساتھ آج کی کارروائی کا اختتام ہوا۔

کہاں ہندوستان میں قادیان نام کی ایک گننام اور چھوٹی سی بستی اور کہاں سنٹرل امریکہ کا یہ ہزاروں میل کے فاصلہ پر ملک ہنڈورس ... بلاشبہ امام زمانہ کی پیشگوئیاں جس شان و شوکت کے ساتھ پوری ہو رہی ہیں، احمدیت کا ان علاقوں تک پہنچنا ان کی صداقت پر ایک گواہ کا درجہ

اس کے بعد درج ذیل مقررین نے تقاریر کیں۔

نمبر	مقرر	موضوع
1	مکرم مبشر احمد نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا برائے بیرون جماعت	Qur'anic Concept of Peace
2	مکرم Gustavo Adolfo Tabora مقامی ممبر	Peace after Mulaqat with Huzoor
3	مکرم Persy Daniel Murillo مقامی ممبر	Peace during Jalsa Salana UK
4 4	مکرم فائز احمد واقف زندگی جماعت احمدیہ گوئٹے مالا	The Promised Messiah as
5	مکرم Rolando Antunez Murillo مقامی ممبر	Why I Believe in Islam?

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE



اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں

+44 79 5161 4020

info@alfazlonline.org



بیٹھے لوگوں کے دلوں میں اسلام کی محبت ڈال دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ
السلام سے کیا گیا وعدہ ایک دفعہ پھر پورا ہوا ” کہ میں تیری تبلیغ کو زمین
کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔“

اس جلسہ سالانہ کی کل حاضری 180 افراد کی تھی۔ 11 افراد کینیڈا
سے (جن میں 5 واقفین عارضی تھے)، 18 حجاب گوٹے مالا سے جماعتی
وفد کی حیثیت میں اس جلسے میں شامل ہوئے۔ مقامی حاضرین جلسہ کی

تعداد بھی کافی حوصلہ افزا تھی۔ الحمد للہ
وہ لوگ جو دور دراز کے ملکوں سے سفر کر کے اس جلسہ میں شامل

ہوئے اللہ تعالیٰ ان کو اس کی بہترین جزاء دے۔ اللہ کرے کہ جلد اس
ملک میں اسلام کا بول بالا ہو۔

اللہ تعالیٰ جماعت ہنڈورس کو یہ جلسہ مبارک فرمائے۔

اختتامی اجلاس کے دوران جماعت احمدیہ عالمگیر کے تعارف کے
متعلق، اسپینش زبان میں ایک Documentary بھی دکھائی گئی۔

اختتامی تقریر مکرم صدر صاحب اجلاس کی تھی۔ جلسہ کے اختتام پر
حاضرین جلسہ کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ نماز مغرب و عشاء کی
ادائیگی کے بعد جماعت احمدیہ ہنڈورس کا یہ دوسرا جلسہ سالانہ بفضلہ تعالیٰ
اختتام پذیر ہوا۔

جماعت احمدیہ ہنڈورس کے اس جلسہ کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں
مقامی ہنڈورین جماعتی ممبران نے تلاوت کی اور دیگر مقررین کے علاوہ
پانچ مقامی ہنڈورین جماعتی ممبران نے بھی تقاریر، تلاوت اور نظم کا ترجمہ
پیش کیا۔ ان لوگوں نے بڑے اخلاص اور جوش کے ساتھ اس جلسہ میں
شرکت۔ یہ بھی اللہ کا فضل ہے کہ کس طرح قادیان سے ہزاروں میل دور

چھوٹی مگر سبق آموز بات

حسن اخلاق ہی تمام ترقیات کا زینہ ہے

تاریخ مذاہب پر نظر ڈالنے سے پتا چلتا ہے کہ ہر مذہب نے اپنے پیرو
کاروں کو اچھے اخلاق اپنانے کی تعلیم دی ہے، مگر اسلام کی اعلیٰ و ارفع
تعلیمات میں جتنا اخلاق حسنہ اور اخلاق فاضلہ پر زور دیا گیا ہے اس کی
نظیر باقی مذاہب میں نہیں ملتی۔ اچھے اخلاق سے بہتر کوئی عمل نہیں۔ حضرت
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔
اور ایسے اخلاق دکھائے کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ بانی اسلام صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے حسن اخلاق سے نہ صرف پتھر دلوں کو موم کیا بلکہ خدا
سے دور اور شراب کے رسیا لوگوں کو خدا کی محبت کا اسیر بنا ڈالا۔ اسلام
نے اخلاق پر انتہائی زور دیا ہے یہاں تک کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ خدا کے
تول میں کوئی چیز اچھے اخلاق سے زیادہ وزن نہیں رکھتی۔

(ابو داؤد)

(بشری نذیر آفتاب سکاٹون، کینیڈا)

طلوع وغروب آفتاب

09 اپریل 2022ء

غروب آفتاب	طلوع فجر	مکہ مکرمہ
18:38	04:49	
18:41	04:46	مدینہ منورہ
18:53	04:44	قادیان
18:33	04:24	ربوہ
19:49	04:52	اسلام آباد ملقورڈ



فقہی کارنر

ہلال دیکھنے کی دعا

حَدَّثَنَا بِلَالُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى

الهِلَالَ قَالَ اللَّهُمَّ أَهْلُهُ عَلَيْنَا يَا لَيْسَانَ وَالسَّلَامَةَ وَالْإِسْلَامَ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ

(ترمذی کتاب الدعوات باب ما يقول عند رؤية الهلال 3451)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دعا کرتے۔ ”اے اللہ! یہ چاند امن و امان اور صحت و سلامتی کے

ساتھ (ہر روز) نکلے۔ اے چاند! میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے تو خیر و برکت اور رشد و بھلائی کا چاند بن“

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)